امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 59/69 شمارہ نمبر 45 مورخہ ۲۷ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۵ نومبر ۲۰۱۹ء روز سوموار

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ قاری مصطفی صاحبؒ
■ امام الہند مولانا آزادؒ..........
■ نظر ثانی کی عرضی داخل کرنا قانونی حق
■ محسن کائنات ﷺ بحیثیت باپ
■ سگریٹ نوشی کے مضر اثرات
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ

اسلام میں دین، سیاست سے الگ نہیں

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اسلام میں مذہب اور سیاست الگ الگ نہیں، نہ مذہب سے الگ سیاست کوئی چیز ہے اور نہ سیاست سے الگ مذہب کوئی چیز ہے۔ یہ فرق انہیں مذاہب میں نکل سکتا ہے، جنہوں نے صرف تعلق مع اللہ کے چند اصول پر بطور تصوف یا جوگیت تہذیب نفس کی سعی کی ہے اور انسان کو دنیا کے تعلقات ولذائذ سے الگ کرکے خدا سے ملانے کی صورت رکھی ہے۔ ان میں ترک دنیا بایں معنی اصل ہے کہ آدمی دنیا کے تمام معاملات، تمام لذتوں اور تمام روابط کو ترک کرکے گھر باہر، اولاد، عزیز واقارب تک سے یکسو ہوکر کسی پہاڑ کے گوشے اور دریا کے کنارے بیٹھ کر یاد الٰہی میں مشغول ہو، ظاہر ہے کہ وہاں تعلقات کی کثرت اور ہمہ گیری کب برداشت کی جاسکتی تھی، لیکن جس مذہب نے تعلق مع اللہ کے ساتھ تعلق مع الخلق اور تعلق مع النفس کے شعبے بھی اسی تفصیل سے پیش کیے ہوں، اس کے یہاں یہ قطع تعلقات اور ترک لذّات کی رہبانیت ناتمام انسانیت سمجھی جاتی ہو اور ترک دنیا کا مفہوم گوشہ گیری نہ ہو بلکہ دنیا کے ہجوم میں رہ کر اداءِ حقوق ہو، وہ سیاسی اور معاشرتی تعلقات سے اپنے پیروؤں کو کب علاحدہ رکھ سکتا تھا، اور اسے رہبانیت کب برداشت ہوسکتی تھی؟

پس اس کے یہاں جیسے دیانات مذہب کا جزو اعظم ہے، وہیں سیاسیات بھی مذہب کا جزو اہم ہیں اور مذہب و سیاست کے الگ الگ ہونے کے کوئی معنی نہیں۔ مذہب وسیاست کی یہ تفریق ایسے ہی غلط ہے، جیسا کہ آج مذہب اور سائنس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ سائنس نے مذہب کی بنیادوں کو کمزور کردیا ہے اور یہ دونوں باہم جمع نہیں ہوسکتے، حالانکہ سائنس انہی مذاہب کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا، جنہوں نے تمدن کو مٹا کر رہبانیت دنیا میں قائم کی، لیکن جو مذہب تمدنی حقوق، تمدنی ضروریات اور وقت کے تقاضوں کے مناسب معاشرتی، اقتصادی ضروریات کی تکمیل کا حامی ہو، اسے سائنس سے نقصان تو کیا پہونچتا، سائنس اس کی ممد و معاون خادم ہے، ایسے ہی سیاست بھی دین کی خادم اور اس کا ایک جزو اہم ہے، البتہ اس سیاست کے معنی سیاست عصریہ کے نہیں بلکہ سیاست شرعیہ کے ہیں، جس کی بنیاد علم واخلاق، تقویٰ وطہارت، اور فضائل اعمال پر ہے۔ اور جو رذائل اخلاق واعمال کو مٹانے کے لیے دنیا میں بھیجی گئی ہے، نہ کہ ان کی تقویت کے لیے اور بالفاظ دیگر سیاست نبوت مراد ہے، سیاست ملوکیت نہیں۔

یہ سیاست مذہب کا جزو اعظم ہے، جس سے کسی حال قطع نظر نہیں کی جاسکتی، ہاں مگر اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ ان دونوں میں دیانت اصل اور مقصود بالذات ہے، اور سیاست اس کے بقاء واستحکام کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزار ہا انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ میں دیانات کے ابواب تو سب کو دیے گئے، مگر سیاسیات اور جہاد کی مشروعیت بعض کے لیے ہوئی اور بعض کے لیے نہیں۔ اگر ایک ہی درجہ کے دونوں مقاصد ہوتے تو یہ تفریق ناممکن تھی۔ اسی طرح جن اقوام کو دیانت اور سیاست دونوں دی گئیں جیسے بنی اسرائیل، وہاں بھی اتنی تفریق عموماً دیکھی جاتی ہے کہ انبیاء کا سلسلہ الگ ہے اور سلاطین کا الگ، شاید ہی ایک آدھ جگہ جمع ہوا ہے۔ مگر مقصودیت دیانات کی شان وہاں بھی نمایاں رکھی گئی کہ دیانات کا حکم نبی کی طرف سے ہوتا تھا، اور اس کی تنفیذ سلاطین اور امراءِ عدل کے ہاتھ سے۔ ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ دونوں شاخیں لاکر جمع کردی گئیں، آپ بیک وقت خلیفۃ اللہ فی الارض بھی تھے اور مربی دین عالم بھی، مگر اصل دین تھا جو آپ کی سلطنت کا محور ومرکز رہا۔ یعنی آپ کی ساری اسلامی سیاست دین کے محور پر گھومتی تھی، اور صرف اس لیے تھی کہ اس کی قوت سے اوامر دین نفاذ پذیر ہوتے رہیں۔ اور اجراء وترویج دین میں کوئی رکاوٹ نہ ہونے پائے، جس سے دیانت کا مقصود بالذات ہونا اور سیاست کا اس کے حق میں وسیلہ ہونا صاف واضح ہوتا ہے۔

چنانچہ قرآن نے اس کی تصریح کی ہے۔ ”اَلَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَاَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ . وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُورِ .“ (سورۃ الحج: ۴۱)

ترجمہ: یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دے دیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور نیک کام کرنے کا آرڈر دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے۔

یہاں تمکین فی الارض یعنی سلطنت کی غرض وغایت دیانات کے شعبوں کو قرار دیا گیا ہے، جس سے سلطنت کا ان امور کے حق میں وسیلہ ہونا ظاہر ہوتا ہے، جس کا راز یہ ہے کہ انبیاء کا مقصد دنیا میں امانت کا پھیلانا ہے، جو ایمان اور امن کی زمین ہے، اور جسے انسان کے سوا کائنات ارض وسماء کے کسی بڑے سے بڑے جزو نے بھی قبول کرنے سے کانوں پر ہاتھ دھر لیا تھا، اس امانت کی ضد فتنہ ہے، جو اس کے حق میں سد راہ ہوتا ہے، یہ فتنہ کبھی علم کی راہ سے آتا ہے اور کبھی عمل کی راہ سے۔

علمی فتنہ کا نام فتنۂ شبہات ہے اور عملی فتنے کا نام فتنۂ شہوات ہے۔ اور ظاہر ہے کہ فتنۂ شبہات جبکہ علم نافع میں مخل ہے تو وہ جہل کی قسم سے ہوگا، اور فتنۂ شہوات جبکہ عمل صالح میں مخل ہے تو وہ از قسم ظلم ہوگا۔ اس لیے فتنہ مجموعۂ ظلم وجہل ہے۔ اور امانت مجموعۂ علم واخلاق۔ انبیاء کا مقصد چونکہ امانت پھیلانا ہے، جس کی راہ میں یہ فتنہ خلل انداز ہوتا تھا، تو اس کا دفعیہ ضروری سمجھا گیا، اور یہ فتنہ یعنی ظلم وجہل جبکہ انسان میں جبلّی تھا، تو جبلّیت کو بدل دینا اور لوگوں کے خلاف طبع شبہات وشہوات سے انہیں نکالنا کوئی آسان کام نہ تھا، کہ بغیر طاقت کے محض وعظ وپند سے پورا ہوجائے، اس لیے سیاسی قوت کی ضرورت پڑی، پس طاقت دیانات کے مستحکم کرنے اور ان میں علم واخلاق نبوت پیدا کرنے کا ایک آلہ اور ذریعہ ہوا تاکہ خلق خدا امن وسکون کے ساتھ اس علم وخلق سے اپنے مقصد زندگی یعنی طاعت وعبادت الٰہی کے فرائض انجام دیتی رہے۔

اسلامی سیاست اور عصری سیاست کا فرق

اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلامی سیاست اور مسلمانوں کی کسی سیاسی جدوجہد کا مقصد وہ کبھی نہیں ہوسکتا جو آج کی عصری سیاستوں میں پیش نظر رکھا جاتا ہے، جس کا تمام تر خلاصہ صرف تین چیزیں ہوتی ہیں؛ زمین، زر اور ذاتی اقتدار۔ آج کے سیاسی اور جنگی اقدامات کی آخری منزل اور حقوق طلبی کا آخری معیار اس کے سوا کچھ نہیں کہ فلاں فلاں خطہ جغرافیائی حیثیت سے چونکہ فلاں ملک یا قوم کا حق ہے، لہٰذا اسے ملنا چاہئے، یا فلاں فلاں رقبہ میں فلاں قوم کا تجارتی نظام، قومی یا نسلی یا وطنی حقوق کے ماتحت قائم ہونا چاہئے، یا فلاں ریاست پر فلاں شہنشاہی کا اقتدار قائم ہونا چاہئے ورنہ پھر جنگ ہے۔

ظاہر ہے کہ پہلی صورت میں زمین، دوسری صورت میں زر اور تیسری میں ایک قوم کا ذاتی اقتدار نکلتا ہے۔ جسے جنگ کے لیے وجہ جواز اور کافی حجۃ سمجھ لیا جاتا ہے، آج کی دنیا کی دوثلث آبادی انہیں تین وجوہ جواز سے کٹ مرنے اور سر پھٹول کے عذاب میں مبتلا ہے۔

اسلامی نظام حکومت اور اسباب جنگ

اسلام کے نقطۂ نظر سے یہ وجوہ جنگ کی نہیں بلکہ حرمت جنگ کی ہیں، کہ وہاں جنگ یا آویزش کسی خطۂ زمین، کسی تجارتی مفاد یا کسی انسانی اقتدار کے لیے ہو ہی نہیں سکتی، یہ اغراض اس کے نزدیک نہایت خسیس اور بے وزنی ہیں۔ اس کے نزدیک باہر کی زمین یا سرمایہ یا انسانی اقتدار کسی قوم اور کسی قبیلہ کا حق نہیں کہ اس پر ہجوم کرنے کا اسے حق ہو، زمین کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: ”إِنَّ الْاَرضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ“ بلاشبہ زمین خدا کی ہے جسے چاہے اس کا وارث بنائے۔

یہاں زمین کی ملکیت اللہ کے لیے ثابت کی ہے۔ انسان کے لیے نہیں، وہ صرف بقدر وارث حصہ پاسکتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے: ”إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيفَةً“ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

یہاں انسان کے لیے خلافت ارضی ثابت کی گئی ہے، نہ کہ ملکیت ارضی، یعنی مالک الملک خدا ہے اور یہ اس کی طرف سے نائب ہے۔ اس کی طرف سے زمین میں تصرف کرسکتا ہے۔ ذاتی طور پر نہیں۔ مال کے بارے میں فرمایا گیا: ”وَ اٰتُوهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْ آتَاكُمْ“ اور لوگوں کو اللہ کے اس مال میں سے دو جو اس نے تم کو دیا ہے۔

یہاں سارے مال کو خدا کی ملک بتایا گیا ہے، جس کے حق میں انسان امین اور وکیل ہے، اللہ کی اجازت اور اباحت سے اپنے اور اپنے متعلقین پر خرچ کرسکتا ہے، ذاتی موجبات سے نہیں۔ ایک جگہ فرمایا: ”وَ أَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ“ اور خرچ کرو اس مال میں سے جو ہم نے تم کو دیا ہے۔

یہاں رازقیت اللہ کے لیے ثابت کی گئی ہے، جو اس کی مالکیت کی دلیل ہے، اور انسان کو منفق اور محض خرچ کنندہ کہا گیا ہے، جو اس کے صرف خزانچی ہونے کی دلیل ہے۔ (خطبات حکیم الاسلام جلد ہشتم)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

گھر اور مکان بھی نعمت ہے

اللہ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو سکون کی جگہ بنادیا اور چوپایوں کے چمڑوں سے تمہارے لیے ایسے ڈیرے بنائے جن کو سفر میں چلنے کے دن اور ٹھہرنے کے دن ہلکا محسوس کرتے ہو۔(سورۃ نحل آیت ۸۰)

مطلب :۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اپنی قدرت کاملہ کی چند نشانیوں کو بیان فرمایا کہ انسان اللہ کی ان نعمتوں پر شکرادا کرے، اس کی وحدانیت وربوبیت پر کامل اعتماد و یقین رکھے، ادھر ادھر ہاتھ نہ پھیلائے نیز پیشانی ٹیکنے سے گریز کرے، یہ انسان کی کم ظرفی اور نا اہلی ہے کہ پائے تو اللہ سے اور اقرار کسی اور کا کرے، اللہ کی ان نعمتوں میں گھر اور مکان کا ہونا ایک بڑی نعمت ہے، جب انسان کسی ضرورت سے باہر ہوتا ہے تو وہ طرح طرح کے حرکت وعمل کی وجہ سے ذہنی وجسمانی اضطراب میں مبتلا ہوتا ہے، اگر وہ تاجر ہے تو تجارت اور لین دین کے حساب و کتاب میں الجھا ہوا ہوتا ہے، کاشتکار ہے تو کھیت وکھلیان کی سینچائی و بوائی میں پریشان رہتا ہے، ملازم ومزدور ہے تو کسب معاش کے مسائل میں پھنسا رہتا ہے لیکن جب وہ حرکت وعمل سے تھک جاتا ہے تو سکون تلاش کرتا ہے اور گھر لوٹتا ہے، گویا انسان کے مکان کی سب سے بڑی صفت یہ ہوتی ہے کہ اس میں اس کو سکون ملتا ہے اس لئے اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں گھر کی تعمیر کا اصل مقصد سکون قلب بتلایا، لیکن ہاں جس مکان سے طمانیت قلب حاصل نہ ہو وہ گھر تو ہوسکتا ہے مسکن نہیں ہوسکتا، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھا ہے کہ بعض اوقات تو مصنوعی تکلفات خود ہی آرام وسکون کو برباد کردیتے ہیں اور وہ بھی نہ ہو تو گھر میں جن لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے وہاں سکون کو ختم کردیتے ہیں ایسے عالیشان مکانات سے وہ جھونپڑی اچھی ہے جس میں رہنے والے قلب وجسم کو سکون حاصل ہو رہا ہو، اللہ نے ان نعمتوں کے ذیل میں جانوروں کے چمڑے اور بالوں کا بھی تذکرہ کیا کہ اس کے اجزاء سے جہاں لباس اور دوسری چیزیں تیار کرتے ہو اور فائدہ اٹھاتے ہو اسی طرح چمڑے وغیرہ کے ڈیرے سے خیمے بناتے ہو، عرب کے صحراء میں تجار اور مسافر پڑاؤ ڈالتے وقت خیمے نصب کرتے تھے، جو کہ چمڑے کے ہوا کرتے تھے، چونکہ اینٹ و پتھر کے مکان کہیں منتقل نہیں کرسکتے تھے اس لئے جانوروں کے چمڑے کے خیمے بناتے اور آرام کرلیا کرتے تھے، یہ بھی اللہ کی ایک بڑی نعمت تھی، اس پر بھی اللہ کا شکرادا کرنا چاہئے، اور قدرشناسی کی زندگی گذارنی چاہیے۔

رازکوراز رہنے دیجئے

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ میرے پاس رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو سلام کیا، پھر ایک ضرورت سے مجھے بھیجا، جس کی وجہ سے میں ماں کے پاس دیر سے پہونچا، انہوں نے پوچھا کہاں دیر ہوگئی، میں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ کا راز ہرگز کسی سے نہ بتلانا، حضرت انس ؓ نے حضرت ثابت ؓ سے یہ بتلاتے ہوئے کہا کہ ثابت خدا کی قسم اگر میں کسی کو بتا سکتا تو تمہیں ضرور بتلاتا۔(مسلم شریف)

وضاحت : اگر کوئی شخص کسی کو راز کی بات بتلائے تو اس کا اخلاقی تقاضہ یہ ہے کہ اس کو ہرگز افشا نہ کرے، راز کو صیغہ راز ہی میں رہنے دے، کیونکہ کسی نے آپ پر بھروسہ کرکے کوئی اپنا بھید بتایا، اس کو کسی اور پر ظاہر کرنا خیانت ہے اور اسلام کی اخلاقی تعلیمات کے منافی ہے۔ خاص کر جب یہ راز خانگی زندگی سے تعلق رکھتے ہوں کہ اگر اسکو ظاہر کردیا گیا تو اس سے خانہ جنگی شروع ہوجائے اور آپس کے تعلقات کمزور پڑ سکتے ہیں، راہ ورسم کی کڑی ٹوٹ سکتی ہے، ہرگز نہ بتلائے جائیں، اگر اس کو بتلایا تو یہ اس کی اوچھا پن اور بددیانتی ہے راز ایک امانت ہے اور اس کو بیان کرنا خیانت ہے، ایسا شخص سماج ومعاشرہ میں بے قیمت ہوجاتا ہے، اس معاملہ میں ہماری ماں اور بہنیں بہت کمزور ثابت ہوتی ہیں، اگر اس کو کوئی راز کی بات معلوم ہوجائے تو وہ جب تک کسی دوسری عورت کے گوش گزار نہ کردے اسے اطمینان وسکون سے نہیں رہتی، اور اگر آپ نے کہہ دیا کہ دیکھو یہ بات کسی اور سے نہ بتلانا تو ان کی پریشانی بڑھ جاتی ہے او اس وقت تک اطمینان کی سانس نہیں لیتی ہیں، جب تک کے وہ کسی اور کو نہ بتلادیں، ہاں بعض خواتین ایسی بھی ہوتی ہیں جو راز کو راز ہی سمجھتی ہیں، چنانچہ مذکورہ حدیث میں حضرت انس ؓ کی والدہ نے اپنے لڑکے سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ہرگز کسی سے نہ بتلانا حضرت انس نے اس نصیحت کا ایسا خیال رکھا کہ جلیل القدر صحابی حضرت ثابت بن قیس ؓ کو بھی نہیں بتلایا باوجودیکہ حضور ؐ نے حضرت ثابت کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت سنائی، یہ ہے کہ اسلام کی تربیت اور یہ ہے وہ بلند مقام جہاں انسان اس تربیت کے نتیجے میں پہونچ جاتا ہے اور اسکے سرچشمے سے سیرابی حاصل کرتا ہے، یہ بات ان رازوں سے متعلق ہے جن کا صیغہ راز میں رکھنا عظمت ومتانت کی دلیل ہے، لیکن اگر کسی سے نقصان پہونچنے کا احتمال ہو کسی کو مسلمان کی حفاظت کی غرض سے مضرت پہونچانے والے کی خفیہ تدبیروں اور ارادوں کا علم ہو تو اس کا اظہار کرنا ضروری ہے، گرچہ وہ راز ہی کیوں نہ ہو، اس طرح کے معاملات میں ظالم کو ظلم سے روکنے کی ہر جہت سے کوشش ہونی چاہیے۔

مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں کسی کے راز کو راز رکھنے اور لوگوں کی پرائیویسی کا خیال رکھنے کی بڑی اہمیت ہے، یہی وجہ ہے کہ میاں بیوی کے پوشیدہ اعمال کو راز میں رکھنے کی سختی سے تلقین کی گئی ہے اور اسے افشاء کرنے اور پھیلانے کی بڑی وعید وارد ہوئی ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے عیب کو چھپائے دے گا۔‘‘(صحیح مسلم)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے راز کی بات کو امانت قرار دیا اور جس طرح امانت کی حفاظت لازمی ہے، اسی طرح راز کی حفاظت کو بھی لازمی قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’جب کوئی آدمی تم سے کوئی بات بیان کرے پھر (اسے راز میں رکھنے کے لیے) دائیں بائیں مڑ کر دیکھے (کہ کوئی سن تو نہیں رہا) تو وہ بات تمہارے پاس امانت ہے۔(ترمذی شریف) اس لیے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کے راز اور پرائیویسی کا خیال رکھیں۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں:

اگر کوئی شخص اپنے آپ کو نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجـــــواب وباللّٰہ التوفیـــــق

تمام مسلمانوں کا بہ حیثیت مسلمان یہ ایمان وعقیدہ ہے کہ جس طرح توحید میں اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک ہے، اسی طرح ختم نبوت میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وحدہ لاشریک ہے، اور جس طرح توحید میں اللہ رب العزت کے ساتھ کسی کو شریک وسہیم قرار دینا شرک ہے اسی طرح ختم نبوت میں کسی کو شریک وسہیم قرار دینا کفر ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے جس کا انکار کرنے والا مومن نہیں رہتا"من أنكرا لمتواتر فقد كفر"(هنديه:٢٦٥/٢) اللہ پاک کا ارشاد ہے "ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبين"(الأحزاب:٤٠)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، قصر نبوت جس کی تعمیر کا آغاز ابوالبشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا اس کا انجام واختتام حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس پر ہوچکا ہے، اب اس قصر نبوت میں ایک انچ بھی جگہ خالی نہیں جس کو کسی کے ذریعہ پر کیا جاسکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری مثال اور سابقہ نبیوں کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے حسن وجمال اور رعنائی وخوبصورتی کا اعلی شاہکار ایک مکان بنایا، لیکن اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی، لوگ آتے ہیں چاروں طرف گھوم گھوم کر اس مکان کو دیکھتے ہیں اس کی خوبصورتی کی تعریف کرتے ہیں، لیکن جب اس خالی جگہ پر پہونچتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس خالی جگہ کو بھی پر کردیا جاتا تو اس کے حسن وجمال میں چار چاند لگ جاتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس خالی جگہ کو پر کرنے والی اینٹ میں ہوں، میرے ذریعہ اس قصر نبوت کا کام مکمل ہوگیا کیونکہ میں آخری نبی ہوں۔"عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان مثلي ومثل الانبياء من قبلي كمثل رجل بنىٰ بيتاً فأحسنه وأجمله الاموضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويتعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وأنا خاتم النبيين(صحيح البخاري:٥٠١/١)

خاتم النبیین ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خاص ہے اور امتیازی شان ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: چھ چیزیں ایسی ہیں جو مجھ ہی کو عنایت کی گئی ہیں دیگر انبیاء کو نہیں دی گئیں، مجھے جوامع الکلم دیا گیا، رعب ودبدبہ کے ذریعہ میری مدد کی گئی، میرے لئے مال غنیمت کو حلال کیا گیا، ساری زمین میرے لئے پاک اور سجدہ گاہ بنادی گئی، اور مجھے قیامت تک آنے والی تمام مخلوق کی جانب نبی بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبوت کو ختم کیا گیا:"عن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فضلت على الأنبياء بست اعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب وأحلت لي الغنائم وجعلت لي الارض طهوراً ومسجداًوأرسلت الى الخلق كافة وختم بي النبيون"(صحیح مسلم:ا/۱۹۹ کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنو اسرائیل کی قیادت وسیادت کا فریضہ ان میں مبعوث ہونے والے انبیاء ہی انجام دیا کرتے تھے، جب بھی کسی نبی کا دنیا سے جانا ہوتا اللہ پاک اس سے پہلے دوسرا نبی بھیج دیتے (یہاں تک کہ سلسلہ چلتا ہوا مجھ تک پہونچا) اب میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔"عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كانت بنو اسرائيل تسوسهم الأنبياء كلما هلك نبي خلفه نبي وأنه لانبي بعدي" (صحيح بخاري)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوٹوک اور واضح الفاظ میں فرمایا کہ رسالت ونبوت کا سلسلہ بند ہوگیا، اب میرے بعد نہ تو کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی رسول "عن انس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي (سنن الترمذي ابواب الروء يا باب ذهبت النبوت وبقيت المبشرات:٥٣/٢)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قرآن وحدیث میں بے شمار دلائل ہیں، ان مختصر تصریحات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، جب آپ آخری نبی ہیں تو آپ کا دین آخرالادیان، آپ پر نازل ہونے والی کتاب آخرالکتب اور آپ کی امت آخرالامم ہے، اب قیامت تک نہ تو کوئی نبی آئے گا، اور نہ کوئی کتاب آئے گی اور نہ اسلام کے علاوہ کوئی دین آئے گا اور نہ کوئی امت آئے گی، اگر کوئی شخص دعویٰ کرتا ہے کہ ہم اللہ کے نبی ہیں تو وہ جھوٹا ہے نبی کا دشمن، ملعون اور کافر ہے، ایسے شخص کے کافر ہونے پر نہ تو کسی شک کی گنجائش ہے اور نہ اس کے دعوی نبوت پر دلیل پوچھنے کی ضرورت، کیونکہ ایسے شخص کے جھوٹا ہونے پر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر لگادی ہے۔ آپ نے فرمایا: "انه سيكون في امتي ثلاثون كذابون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لا نبي بعدي"(سنن الترمذي)

اور اللہ تعالیٰ نے ایسے جھوٹوں کو بڑا ظالم قرار دیا اور ذلت آمیز عذاب کی بشارت دی"ومن أظلم ممن افترىٰ على الله كذباً او قال اوحي الي ولم يوحىٰ اليه شيء ومن قال سأنزل مثل ما أنزل الله ولو ترىٰ اذالظلمون في غمرات الموت والملئكة باسطواايدهم أخرجواانفسكم اليوم تجزون عذاب الهون بما كنتم تقولون على الله غيرالحق وكنتم عن اٰياته تستكبرون"(سورة الانعام:٩٣) اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ گھڑے، یا دعویٰ کرے کہ مجھ پر وحی اتاری گئی ہے، حالانکہ اس پر کوئی وحی نہیں آئی ہو، اور جو کہے کہ اللہ نے جیسا کلام اتارا ہے عنقریب میں بھی ایسا ہی کلام اتاروں گا، کاش آپ وہ منظر دیکھتے کہ جب یہ ظالم لوگ موت کی مدہوشی میں ہونگے اور فرشتے ان کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہونگے اور کہتے ہونگے اپنی جانیں باہر نکالو تم اللہ پر جو ناحق باتیں گھڑا کرتے تھے اور ان کے احکام کے مقابلہ میں نکیر کیا کرتے تھے آج اس کے بدلہ تمہیں رسوا کن عذاب دیا جائے گا۔

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

پھـــــــلـــــــواری شـــــــریف

جلد نمبر 59/69 شمارہ نمبر 45 مورخہ ۲۷؍ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۵؍نومبر ۲۰۱۹ء روز سوموار

آخری کوشش

۹/۱۱ کو عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) نے بابری مسجد سے متعلق فیصلہ سنا دیا، ماہر قانون داں سابق ججیز اور عام تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ مدعی کے ساتھ انصاف نہیں ہو سکا، کیوں کہ فیصلہ ثبوت وشواہد دلائل سے جس نتیجہ پر عدالت پہونچی اس کے برعکس آیا، عدالت مانتی ہے کہ مسلمان اس مسجد سے کبھی دستبردار نہیں ہوئے، یہ مسجد کسی مندر کو توڑ کر نہیں بنائی گئی تھی، آثار قدیمہ کے ذریعہ کھدائی میں کوئی ایسی چیز نہیں ملی، جس سے ثابت ہو کہ مسجد سے پہلے وہاں مندر کی عمارت تھی، ۱۹۴۹ء میں مورتیاں رکھنا اور ۶؍دسمبر ۱۹۹۲ء کو اسے زمین بوس کرنا غیر قانونی عمل تھا، ان نتائج کا حاصل تو یہ تھا کہ مسجد کے حق میں فیصلہ ہوتا اور اس وقت کے وزیر اعظم نرسمہا راؤ کے وعدہ کے مطابق مسجد تعمیر کر کے حکومت مسلمانوں کے حوالہ کرتی، لیکن فیصلہ میں ان تمام حقائق کو تسلیم کرنے کے باوجود زمین ایک فرضی رام للا کو شخصیت عرفی مان کر حوالہ کر دی گئی اور مسلمانوں کو اس زمین سے بے دخل کر دیا گیا، جس پر وہ اللہ کے دربار میں صدیوں سجدہ ریز ہوتے رہے تھے، اس فیصلہ نے عدالت کے وقار واحترام کو مجروح کیا اور ہر چند کہ مسلمانوں نے انتہائی صبر وضبط کا مظاہرہ کیا، عدالت کے وقار واحترام میں وہ چپ رہے، پھر دھیرے دھیرے انصاف پسند غیر مسلم وکلاء، ماہرین قانون، سابق ججیز اور عام تجزیہ کاروں کی طرف سے آوازیں اٹھنے لگیں اور فیصلہ کا کھلا ہوا تضاد لوگوں کے سامنے آنے لگا۔

ان حالات میں ۱۱؍۱۷ کو ممتاز ڈگری کالج لکھنؤ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بوڈ کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا، جس میں ان لوگوں کو خصوصیت سے مدعو کیا گیا تھا جو اس مقدمہ کے مدعی تھے، پہلے یہ اجلاس دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں منعقد ہونا تھا، لیکن اپنوں کی سازش کے تحت حکومت نے وہاں میٹنگ منعقد کرنے سے منع کیا، بلکہ دھمکیاں بھی دیں، چنانچہ بعجلت تمام اسے ممتاز ڈگری کالج منتقل کیا گیا، اور الحمد للہ بڑے پرسکوں ماحول میں وہاں عاملہ کی میٹنگ منعقد ہوئی، اس مقدمہ سے متعلق اقبال انصاری میٹنگ میں نہیں پہونچے اور سنی وقف بورڈ نے بھی میٹنگ میں شرکت سے گریز کیا، اقبال انصاری اجودھیا میں رہتے ہیں، ان کے والد محمد ہاشم انصاری پوری زندگی اس مقدمہ کو لڑتے رہے، جاتے وقت بیٹے کے حوالہ کر گیے، اجودھیا کے باہر کے مسلمان جب بابری مسجد کے حوالہ سے خوف ودہشت میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو اقبال انصاری کی پوزیشن ہر آدمی محسوس کر سکتا ہے، وہ تو ہر وقت دشمن کے نرغہ میں رہتے ہیں، خبر ہے کہ حکومت کی جانب سے ان پر بے پناہ دباؤ تھا کہ وہ اس میٹنگ میں شریک نہ ہوں، رہ گیا سنی وقف بورڈ تو اس کا کردار پہلے سے مشکوک رہا ہے، اس کے چیرمین ظفر صدیقی ایک سرکاری ادارہ کے سرکاری ذمہ دار ہیں، سرکاری ادارے اور عہدے سرکار کے چشم وابرو سے چلتے اور ملتے ہیں، ظفر احمد فاروقی شریک ہو کر اپنی کرسی گنوانا نہیں چاہتے تھے اور لکھنؤ آ کر اپنے کردار کے بارے میں تبصرہ نہیں سننا چاہتے تھے، اس لیے انہوں نے عافیت اسی میں سمجھی کہ شریک نہ ہوں۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے بیشتر اراکین عاملہ اور مدعوئین خصوصی نے اس میٹنگ کی اہمیت کو سمجھا اور شریک ہوئے، بحث وتمحیص ہوئی، ایجنڈا پر گفتگو ہوئی، بورڈ نے طے کیا کہ پانچ ایکڑ زمین نہیں لی جائے گی اور فیصلہ میں تضادات کے پیش نظر عدالت سے نظر ثانی کی درخواست کی جائے گی، نظر ثانی کی اس درخواست کو قانون کی زبان میں ریویوپٹیشن سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ریویوپٹیشن سپریم کورٹ کے ہر اس فیصلے کے خلاف داخل کیا جا سکتا ہے، جس کے بارے میں مدعی کا خیال ہو کہ اس فیصلہ میں بہت سارے امور ایسے ہیں جو دستور کے مطابق نہیں ہیں اور انصاف کے تقاضوں کے سپوتاز کرتے ہیں، یہ ریویوپٹیشن آرٹیکل ۱۳۷ کے تحت سپریم کوٹ میں کیا جاتا ہے اور سپریم کورٹ دفعہ ۱۴۵ کے تحت دیے گیے حق کے تحت اپنے ہی فیصلہ پر نظر ثانی کا فریضہ انجام دیتا ہے، بابری مسجد فیصلے پر ریویوپٹیشن سپریم کورٹ کی تاریخ کا پہلا واقعہ نہیں ہے، اس سے پہلے سپریم کورٹ ڈاوری ہراسمینٹ کیس (Dowry Harassment Case)، ۲جی اسپیکٹرم کیس، نیٹ کیس، اس سی اس ٹی ایکٹ سبری مالا مندر کیس میں ریویوپٹیشن داخل ہو چکا ہے، اور ان میں سے کئی میں نظر ثانی کرتے وقت سپریم کورٹ نے اپنے سابقہ فیصلہ کو واپس لے لیا تھا، مثال کے طور پر ڈوری پراسمنٹ کیس اور اس سی اس ٹی کیس کو پیش کیا جا سکتا ہے۔

اس طرح یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ریویوپٹیشن فیصلہ کا ایک حصہ ہے، جس کے تحت ایک ماہ میں سپریم کورٹ میں درخواست دی جا سکتی ہے، یہ نہ تو سپریم کورٹ کے حکم کی خلاف ورزی ہے اور نہ ہی اس کے اختیارات کو چیلنج دینے جیسی کوئی بات ہے، یہ ہندوستان کی بکی ہوئی میڈیا ہے جو ریویوپٹیشن کے حوالہ سے غیر ضروری بحث کر کے مسلمانوں کے خلاف ماحول بنانے میں جٹی ہوئی ہے۔

بورڈ نے بابری مسجد کے حوالہ سے یہ فیصلہ کر کے اچھا قدم اٹھایا ہے، یہ ایک آخری کوشش ہے جو مسلمانوں کی جانب سے کیا جا سکتا تھا، اس لیے اس فیصلہ کی نامور افراد، دانشوران اور تنظیموں کی جانب سے بھرپور تائید ہو رہی ہے، اللہ کرے ریویوپٹیشن سپریم کورٹ میں قبول ہو اور اس پر نئی بحث کے بعد کچھ نئے فیصلے سامنے آ سکیں۔

عاملہ نے اپنے فیصلے میں پانچ ایکٹرز مین نہ لینے کی بات بھی طے کی ہے، اس سے آئندہ اس قسم کی شرانگیزیوں کے دروازوں کے بند کرنے میں مدد ملے گی، ہم ان مشکل حالات میں ایسے جرأت مندانہ فیصلہ کرنے پر بورڈ کے قائدین خصوصا صدر محترم حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ اور جنرل سکریٹری حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کا پوری قوم کی جانب سے شکریہ ادا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کا سایہ صحت وعافیت کے ساتھ امت مسلمہ پر قائم رکھے۔ آمین۔

نسلی اور مذہبی منافرت

ہندوستان میں نسلی اور مذہبی منافرت کی جڑیں کس قدر گہری ہوگئی ہیں، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اب یہ زہر گلی کوچے، چوک، چوراہے اور گاؤں بستی سے آگے بڑھ کر اعلیٰ تعلیمی اداروں میں داخل ہو گیا ہے، تازہ، واقعہ انڈین انسٹی چیوٹ آف ٹکنالوجی مدراس کا ہے جہاں ایم اے ہیومینٹیز اور ڈولپمنٹ اسٹڈیز کی انیس سالہ طالبہ فاطمہ لطیف ۱۱/۹ اپنے ہاسٹل کے کمرہ میں مردہ حالت میں چھت سے لٹکی ہوئی ملی، فاطمہ انتہائی ذہین اور اپنے کلاس کی ممتاز طالبہ تھی، یہی امتیاز اس کے لیے وبال جان بن گئی، فاطمہ نے اپنے موبائل میں لکھا کہ میرا نام اور میری شناخت میرے لیے مسئلہ بن گئی ہے، اس کا یہ جملہ بتاتا ہے کہ یہ معاملہ سیدھے سادے خودکشی کا نہیں ہے، بلکہ تعلیمی اداروں میں پسماندہ طبقات بالخصوص دلتوں اور مسلمانوں کے ساتھ جو امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے اس کی یہ بدترین مثال ہے، اس سے قبل مئی ۲۰۱۹ء میں ممبئی کے تاتر اسپتال کی ایک طالبہ ڈاکٹر پائل تاڑوی بھی اپنے ہوسٹل میں مردہ پائی گئی تھی، وہ مسلم بھیل قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی، اس لیے اسے اپنے کلاس میں اپنے ہم درس ظلم اور بعض پروفیسروں کی جانب سے بھی اہانت آمیز سلوک کیا جاتا تھا، ہوسٹل میں سینئر طلبہ اس کے بستر کی چادر سے اپنے پاؤں پوچھا کرتے تھے، اور وہ بھی بیت الخلاء سے واپسی کے بعد۔ ۲۶؍سالہ ڈاکٹر پائل تاڑوی یہ سلوک برداشت نہیں کر سکی اور اس نے خودکشی کر کے اپنی جان دیدی، حالاں کہ ڈاکٹر پائل تاڑوی کے والد نے اس معاملہ کی تحریری شکایت کالج انتظامیہ سے کی تھی، لیکن اس شکایت نامہ کا کوئی نوٹس نہیں لیا اور ڈاکٹر پائل اپنی جان گنوا بیٹی، اسی طرح کا معاملہ روہت ویمولا کے ساتھ ہوا اور نجیب احمد بھی اسی مذہبی منافرت کی قربان گاہ پر قربان ہو گیا، اور اس کی لاش کا بھی پتہ نہیں چل سکا۔

یہ اور اس قسم کے دوسرے واقعات ہمیں تشویش میں مبتلا کرتے ہیں، مسئلہ ایک فاطمہ، ایک پائل، ایک روہیت اور ایک نجیب کا نہیں، مسئلہ پورے سسٹم کا ہے، جو دھیرے دھیرے اعلیٰ تعلیمی اداروں کو مسموم کرتا جا رہا ہے، ضرورت اس زہر کے تریاق کی ہے، اور اس تریاق کے حصول میں سب سے اہم کردار تعلیمی اداروں کے طلبہ، اساتذہ اور انتظامیہ کا ہے، بغیر ان کے ذہن کی صفائی کے یہ احوال بدل نہیں سکتے، احوال بدلنے میں ایک اہم کام مجرموں کو سزا دلانا ہے، دو چار لوگ سزا پا جائیں تو سارا ماحول ٹھیک ہو جائے گا، جرائم اس لیے بڑھ رہے ہیں کہ مجرموں کے دار وگیر کے سلسلے میں متعلقہ ذمہ دار لوگ کمزور ہیں، اگر اس پر قابو نہیں پایا گیا تو ردعمل کی آگ سے تعلیمی ادارے خاکستر ہو جائیں گے۔

آلودہ پانی

پانی ہماری بنیادی ضرورتوں میں سے ایک ہے، اس لیے کہ اس پر ہماری زندگی کا مدار ہے، شریعت اسلامیہ نے پانی کو آلودگی سے بچانے کے جو اصول انسانی دنیا کو دیئے اس پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے آج ہم آلودہ پانی کے استعمال پر مجبور ہیں، یہ پانی ہمارے جسم میں جا کر مختلف قسم کی بیماریاں پیدا کرتا ہے اور کبھی کبھی اسباب کے درجہ میں یہ جان لیوا ثابت ہو رہا ہے، دی بیورو آف انڈین اٹینڈرڈ کی ایک رپوٹ حال ہی میں پانی کے حوالہ سے شائع ہوئی ہے، جس میں دہلی، کولکاتا، چنئی، دہرہ دون، جے پور، لکھنؤ، پٹنہ اور بھوپال کے پانی کو زیادہ آلودہ قرار دیا گیا ہے، ان شہروں میں پانی کی آلودگی کے حوالہ سے دہلی کا پہلا، رانچی کا تیسرا، جے پور کا چوتھا، پٹنہ، بھوپال کا نواں اور لکھنؤ، جموں گیارہویں مقام پر ہے اور یہ اس حال میں ہے جب وزیر اعظم نریندر مودی نے ۲۰۲۴ء تک ہر گھر میں صاف پانی پہونچانے کا ہدف طے کر رکھا ہے۔

پٹنہ کا نمبر آلودگی میں بھلے ہی نواں ہے، لیکن یہ باعث اطمینان نہیں ہے، کیوں کہ یہاں کے پانی میں خطرناک جراثیم پائے جا رہے ہیں، یہاں کے پانی میں ای کولی، کولیفورم گروپ اور سیوڈھوناس کے جراثیم کثرت سے پائے گیے ہیں، پٹنہ کی آلودگی کنٹرول بورڈ کی جانب سے جاری ایرکوالٹی انڈکس کے مطابق پی ام ۲ء۵ کی سطح ۶۰ مائکروگرام ہونی چاہیے، لیکن پٹنہ کے پانی کی حالت زار یہ ہے کہ ۳۰۹ مائکروگرام فی مکعب میٹر موجود ہے، یہ تجزیہ ہینڈ پمپ، نل اور گنگا پانی کا نمونہ لے کر کیا گیا ہے، اے ان کالج کے ریسرچ سنٹر نے ہمیں دو سال قبل ہی بتا دیا تھا کہ پٹنہ کا پانی بعض حلقوں میں پینا تو دور کی بات ہے چھونے کے لائق بھی نہیں ہے، اس پانی کے استعمال سے سپبی کیمیا، ٹائی فائڈ، بی کولائی، پیٹ کی خرابی اور بہت ساری سنگین بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ ہمارے یہاں ہر معاملہ پر سیاست ہوا کرتی ہے، پانی کی آلودگی پر بھی سیاست شروع ہوگئی ہے، حالاں کہ رپورٹ میں جن ریاستوں کا ذکر ہے وہاں مختلف پارٹیوں کی حکومت ہے، اس لیے اس آلودگی کے لیے کسی ایک کو مورد الزام ٹھہرانا صحیح نہیں ہے، ساری سیاسی پارٹیوں، رفاہی تنظیموں اور سماجی خدمت گاروں کو پوری ذمہ داری کے ساتھ پانی کو آلودہ ہونے سے بچانے کی مہم میں شریک ہونا چاہیے، ضرورت عام شہریوں کو بھی بیدار کرنے کی ہے، ان کی حرکتوں سے بھی پانی کی آلودگی میں اضافہ ہوتا ہے، ہم نے شہر کی ساری نالیوں کا رخ دریا کی طرف کر دیا ہے، ہمارے گھر کے سارے گندے پانی دریاؤں کے پانی کو آلودہ کر رہے ہیں، گنگا صفائی مہم کئی دہائیوں سے جاری ہے، اربوں روپے خرچ کرنے اور برادران وطن کے نزدیک مقدس پانی ہونے کے باوجود اس کی آلودگی میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے، جن علاقوں میں ڈرین کی سہولت نہیں ہے، وہاں ہم زیر زمین پائپ ڈال کر گندے پانی پہونچا رہے ہیں، جس سے ہینڈ پائپ سے نکلنے والا تازہ پانی بھی آلودگی سے محفوظ نہیں ہے، کنویں اب از کار رفتہ ہو گیے، لیکن جہاں استعمال میں ہیں، وہاں وہ امراض پھیلانے کا ذریعہ بن گیے ہیں، مختلف وجوہات سے انسانی جسم کی دفاعی قوت بھی کمزور ہوئی ہے، اس لیے یہ جراثیم جلد انسانی جسم کو متاثر کرنے لگے ہیں، اس کے باوجود ہم چاہیں تو یہ مصیبت اگر دور نہیں تو کم ہو سکتی ہے، ہم سب کو اس کام میں اپنی حصہ داری نبھانی چاہیے۔

یادوں کے چراغ

قاری محمد مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

حج کمیٹی اڈیشہ کے سابق چیرمین، جامع مسجد راورکیلا کے سابق امام، مدرسہ قمر العلوم بن ڈیگا ضلع سندر گڈھ اور مدرسہ تجوید القرآن سمڈیگا کے بانی، نامور قاری، استاذ الاساتذہ حضرت قاری محمد مصطفیٰ صاحب کا ۱۵/نومبر ۲۰۱۹ء مطابق ۱۷/ربیع الاول ۱۴۴۱ھ بروز ہفتہ، سہ پہر تین بج کر پینتیس منٹ پر ان کے وطن گائی پانی پوسٹ، راورکیلا میں انتقال ہوگیا، جنازہ کی نماز ۱۶/نومبر کو بعد نماز ظہر ان کی وصیت کے مطابق ان کے شاگرد رشید حافظ عین الحق صاحب مہتمم جامعہ ابوبکر صدیق نے پڑھائی اور راورکیلا کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں اہلیہ اور ایک لڑکا مولانا محمد اصطفیٰ مفتاحی عرف تمنے کو چھوڑا۔

قاری محمد مصطفیٰ بن احمد علی (م ۱۹۷۸ء) کی پیدائش ۱۹۳۸ء میں موجودہ ضلع مدھوبنی کی مردم خیز بستی پرسونی میں ہوئی، تیسی پرسونی سے متصل الگ ایک گاؤں ہے، لیکن یہ پرسونی کے سابقہ کے طور پر اس قدر استعمال ہوا ہے کہ اگر پرسونی کے ساتھ شیخانہ لگایے تو معرفہ ممکن نہیں ہوتا۔ اس لیے تیسی پرسونی بولا جاتا ہے، قاری صاحب کا بچپن اسی گاؤں میں گذرا، پڑھنے کے لائق ہوئے تو ابتدائی تعلیم کے لیے مدرسہ محمود العلوم دملہ میں داخل کیے گیے، یہاں ناظرہ قرآن مکمل کرنے کے بعد قرأت کی تعلیم کے لئے دار العلوم مئو یوپی کا رخ کیا، اس زمانہ میں پورے مشرقی اتر پردیش میں یہاں کی تعلیم اور تجوید کا بڑا چرچا تھا، حضرت مولانا قاری ریاست علیؒ صاحب خلاصۃ التجوید کا درس خاصہ مقبول تھا، لوگ دور دراز سے وہاں داخل ہو کر کسب فیض کرتے تھے، قاری محمد مصطفیٰؒ نے فن تجوید کی کتابیں یہاں کے بالغ نظر اور ماہر فن اساتذہ سے پڑھیں، حفص کی تکمیل کے بعد سبعہ کی تعلیم حضرت مولانا قاضی ریاست علیؒ سے حاصل کی اور یہی ان کی تعلیم کی انتہا تھی، والد صاحب کاشتکار تھے، گھر کے حالات آگے تعلیم جاری رکھنے کے لیے سازگار نہیں تھے، اس لیے انہوں نے ترک تعلیم کا فیصلہ کیا تاکہ حصول معاش میں والد صاحب کا ہاتھ بٹا سکیں، مدرسہ حسینیہ کڈرو قائم ہو چکا تھا، اور اس کے سربراہ اتفاق سے پرسونی علاقہ کے ہی حضرت مولانا محمد ازہر صاحب تھے، چنانچہ اس توسط سے درس و تدریس کے لیے وہ مدرسہ حسینیہ کڈرو رانچی آگیے، چند سال یہاں درس و تدریس میں مشغول رہے۔

۱۹۵۶ء میں انہوں نے مدرسہ حسینیہ کو خیر باد کہہ دیا اور گوملا کی ایک مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دینے لگے، وہاں سے دو سال بعد ان کا مستقر سمڈیگا بنا، جہاں انہوں نے مدرسہ تجوید القرآن کی بنیاد ڈالی، حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کو اس مدرسہ کا سرپرست بنایا، کم و بیش پانچ سال اس مدرسہ کی ترقی اور بقا کے لیے بحیثیت ذمہ دار کام کرتے رہے، انتظامی امور کے ساتھ تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے رہے، قاری صاحب کا اگلا مستقر سمڈیگا کے بعد بن گاؤں ضلع سندر گڈھ اڈیشہ بنا، یہاں آپ نے مدرسہ قمر العلوم کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی، تقریبا آٹھ سال یہاں بھی دینی تعلیم کے فروغ کے لیے کوشاں رہے۔ ۱۹۷۰ء میں بن گاؤں چھوڑ کر آپ راورکیلا چلے آئے اور جامع مسجد راورکیلا میں امامت کے فرائض انجام دینے لگے اور چالیس سال تک انتہائی دلجمعی خلوص اور جذبۂ عبودیت سے یہاں اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں مشغول رہے، اسی درمیان ۱۹۹۵ء میں وہ اڈیشہ حج کمیٹی کے چیرمین بنائے گیے اور مسلسل دس سال تک اس عہدہ پر متمکن رہے، خود انہوں نے اپنی زندگی میں اٹھائیس حج کیا، ترغیب حج پوری زندگی ان کی گفتگو کا موضوع تھا، اور اس حوالہ سے بھی ان کی خدمات انتہائی وقیع تھیں۔

قاری صاحب کی پوری زندگی دینی خدمت سے عبارت تھی، اصلاح معاشرہ، فروغ تعلیم و تربیت اور سماجی بے راہ روی کو دور کرنے کی جد و جہد میں گذری، ان کی سادگی، تواضع، انکساری اور حق پر ثابت قدمی زبان زد خاص و عام ہے، انہوں نے پوری زندگی اعتدال اور توازن کے ساتھ گذاری اور دوسروں کے لیے اچھا نمونہ چھوڑا۔

قاری صاحب سے میری ملاقات امارت شرعیہ آنے کے بعد ہوئی، ذیلی دفاتر کے انچارج کی حیثیت سے میرا آنا جانا راورکیلا شروع ہوا تو قاری صاحب سے ملاقات کا آغاز ہوا، جب تک وہ جامع مسجد کے امام رہے ہر سفر میں جامع مسجد میں میرا ایک خطاب ضروری ہوتا، ۲۰۱۱ء میں جب علالت طبع کی وجہ سے انہوں نے امامت ترک کی اور اپنے نئے مکان واقع پان پوش راورکیلا قیام پذیر ہو گیے تو بھی ان کی شفقت و محبت مجھے برابر ملتی رہی، ناممکن تھا کہ میں راورکیلا جاؤں اور ان سے نہ ملوں، ابھی حال ہی میں ۲۴/اکتوبر کو میرا جانا راورکیلا ہوا تو میں حسب سابق ان سے ملاقات کے لیے پان پوش گیا، بستر پر دراز تھے، حالات اچھے نہیں تھے، لیکن پہچان لیا، امارت شرعیہ کے لیے دعا کی درخواست کی تو کہنے لگے میں اس ادارہ کو اپنی دعاؤں میں کبھی نہیں بھولتا، اپنے لیے خاتمہ بالخیر کی دعا کے لیے کہا، مغرب کی اذان ہونے لگی تو ہم ان کے سرہانے سے اٹھ کر مسجد چلے گیے۔

قاری صاحب عمر کی جس منزل میں تھے، اور امراض نے جس طرح ان پر غلبہ پالیا تھا، اس میں ان کی طبعی موت کی خبر سننے کے لیے دل و دماغ پوری طرح تیار تھے، پھر بھی بچھڑنے کا غم تو ہوتا ہی ہے اور نیک لوگوں کے جانے سے خلا محسوس ہوتا ہی ہے، قاری صاحب کی جدائی کا غم ہے، اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل، اب ان شاء اللہ ملاقات قیامت میں ہوگی۔ امارت شرعیہ کے مرکزی دفتر اور راورکیلا کے ذیلی دفتر میں قاری صاحب مرحوم کے لیے دعائیہ نشست منعقد کی گئی اور ان کے محاسن کے تذکرے کے ساتھ ساتھ ان کے لیے مغفرت اور بلندی درجات نیز پسماندگان کے لیے صبر و ثبات کی دعا کی گئی۔

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

امام الھند مولانا ابوالکلام آزادؒ

(کئی دماغوں کا ایک انسان)

مولانا شمیم اکرم رحمانی

مورخہ 11 نومبر 2019 کو کانفرنس ہال امارت شرعیہ میں مولانا آزاد کی حیات و خدمات پر منعقد ہونے والے اجلاس میں شرکاء اجلاس کے درمیان نقیب کا خصوصی شمارہ سیرت رسول نمبر کے ساتھ گیارہ صفحات پر مشتمل ایک مختصر رسالہ بھی تقسیم کیا گیا جو دیگر شرکاء کی طرح مجھے بھی ملا، یہ رسالہ دراصل امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی کی تقریباً چار سال قبل لکھی گئی ایک مختصر مگر اہم تحریر کا مجموعہ ہے جس میں حضرت مولانا رحمانی نے اختصار کے ساتھ مولانا آزاد کی حیات و خدمات کے مختلف گوشوں کو حسب سابق منفرد اسلوب میں بیان کرنے کی کامیاب ترین کوشش کی ہے رسالے کی زبان عام فہم اور سادہ ہے لیکن بہت باوزن باترتیب اور باحسن کہ قاری ایک بیٹھک میں ہی پورا رسالہ پڑھ جائے اور باتیں دلوں میں مجموعی طور پر جاگزیں ہو جائیں ذیل کے اقتباس میں دیکھئے مولانا آزاد کے انتقال پر ملال کو کس خوبی سے بیان فرما رہے ہیں، ہمارے رضی بھائی نے چچا جان کے کمرہ کے باہر ایک مرحوم قسم کا ریڈیو لگا دیا جو مولانا کے سرکاری گھر کا آنکھوں دیکھا حال نشر کر رہا تھا کہ آوازیں اس آنکھوں دیکھی کو پھیلانے میں جٹی تھیں یاد آتا ہے کہ ان میں سب سے پاٹ دار آواز شیو ساگر مصر کی تھی جو رہ رہ کر رندھ جاتی ڈوب جاتی اور کوئی دوسرا کمان سنبھال لیتا یہ رنگ تھا مولانا سے عقیدت و محبت کا --- خانقاہ رحمانی کے تمام لوگ سارے کام بھول گئے انہیں ناشتہ بھی یاد نہ رہا ریڈیو کے گرد جمع سب لوگ سن رہے تھے آنسو...... آہیں...... سسک...... کڑھن...... چبھن...... ایسی آہ جو دبائے نہ دبے...... دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا............... (مولانا ابوالکلام آزادؒ_ کئی دماغوں کا ایک انساں ص 5)

دوران مطالعہ جہاں مولانا آزاد کی ہمہ گیر شخصیت سے نئے انداز میں آشنائی ہوتی ہے وہیں اس وقت کے سیاسی حالات اور مسلمانان ہند کی مولانا آزاد سے گہری وابستگی کا اندازا بھی ہوتا ہے ساتھ ساتھ جمیعۃ علماء ہند کی شاندار ماضی پر اجمالی نظر بھی پڑ جاتی ہے اور جمیعۃ کے اپنے قدیم اور شاندار طرز سے ہٹ جانے کا قلق بھی ہونے لگتا ہے، صرف ایک اقتباس اور پڑھیے میرا یہ بھی احساس ہے کہ جداگانہ طریق انتخاب کے موقع پر مولانا آزاد کا جو ذہن تھا اور جمیعۃ علماء ہند کی جیسی پالیسی تھی اس کے مطابق ان کے ہمنواؤں نے پوری توانائی کانگریس کو ووٹ ڈلوانے پر لگا دی پھر بھی ناکامی حصے میں آئی اور نتیجہ میں مسلم لیگ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت قرار پائی، اگر جمیعۃ علماء ہند حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد حضرت مولانا عبدالصمد رحمانی حضرت مولانا منت اللہ کی راہ پر چلتی اور کانگریس کی جگہ اپنے لئے ووٹ مانگا ہوتا تو عام مسلمانوں میں اس حلقہ کی یہ تصویر بنتی کہ یہ لوگ اپنی سیاست کرنے والے ہیں اور اقتدار میں ساجھے داری کی سیاست کر رہے ہیں اس طرح نہ مسلم لیگ کے ورکرس کو زیادہ کہنے کا موقع ملتا اور نہ ہمارے بزرگوں کا حلقہ سکڑتا --- بلکہ شاید خود کانگریس کی سیاست بھی بدل جاتی اور ملک کا نقشہ دوسرا ہوتا (مولانا ابوالکلام آزاد_ کئی دماغوں کا ایک انساں ص 10)

اسی صفحے میں آگے حضرت مولانا نے مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ کی سیاسی پارٹی مسلم انڈی پنڈنٹ کے انداز سیاست پر بھی مختصراً گفتگو فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ مولانا سجاد رح اور ان رفقائے کار کے لئے گئے بروقت کے ایک فیصلے سے کانگریس اور مسلم لیگ دونوں کو بیک وقت کیسے شکست سے دوچار ہونا پڑا تھا اور پھر کیا کچھ ہوا مزید اشاروں اشاروں میں آگے یہ بھی بتا دیا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے، حضرت امیر شریعت نے آخر میں لکھا کہ سیاست میں رواداری کچھ ہی دور تک چلا کرتی ہے، چانکیہ سے لے کر میکاویلی تک اور رانا سانگا سے لے کر شیواجی تک کا یہی سبق رہا ہے، اور یہی سکہ رائج الوقت بنا ہوا ہے، غیر مسلم لیگی مسلمانوں نے رواداری کی حد کر دی اور ٹھیٹھ مذہبی روایت پسندی کی راہ اپنائی، جس کے نتیجہ میں سیاسی فیصلہ اور بروقت اقدام کا طریقہ نہیں اپنایا گیا، مشکل حالات میں نئی راہ بنا لینے کی تکنیک بھی دھری کی دھری رہ گئی، ٹھک ٹھک کر ساتھ چلتے رہے، رواداری، شرافت، اور روایت کی پوری پاسداری کی جاتی رہی، اور یہ حقیقت بھی نظر انداز ہو گئی کہ ریل اور جیل کی دوستی کو جب اقتدار کی حرارت سے واسطہ پڑتا ہے، تو دوستی بھاپ بن کر اڑ جاتی ہے، اور ہماری سرزمین نے یہ بھی سکھایا کہ اقتدار کی ہانڈی استحصال اور استعمال کے چولھے پر کھدکتی ہے، میرا احساس ہے کہ مولانا کا وجود کا جو تحفہ دربار الٰہی سے ملا تھا اور ایک بے مثال ہمہ جہت عالم دین کی جو شخصیت تھی، وہ آزادی ہند کی تحریک پر قربان ہو گئی، اور اتنی بڑی قربانی کے بعد ملک کو جو لیڈر ملا، اس نے فقر و فاقہ کی زندگی گذاری، قوم نے کبھی نہیں سوچا کہ اتنے بڑے لیڈر کی بھی کچھ بنیادی ضرورتیں ہوتی ہیں، جو اس کے قد و قامت کے لحاظ سے ہوتی ہیں، اس عظیم لیڈر کی بات نہ کانگریس کے لیڈروں نے مانی اور نہ عام طور پر مسلمانوں نے، میں ایسا مانتا ہوں کہ آزادی کے فوراً بعد کے پر آشوب حالات میں امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کا آخری خطاب جامع مسجد کی سیڑھیوں سے ہوا اور اس تاریخی خطاب کے بعد میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ مولانا کا انتقال ہو گیا مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد جس صفحہ پر لکھا تھا وہ پلٹ گیا، اب دوسرا صفحہ سامنے تھا مولانا ابوالکلام آزادا۔ وزیر تعلیم حکومت ہند (مولانا ابوالکلام آزادؒ_ کئی دماغوں کا ایک انساں ص 11)

الغرض یہ مختصر رسالہ بیش قیمت تحریر کا مجموعہ ہے اور ان لوگوں کے لئے خاصا مفید ہے جو کم وقت میں مولانا آزاد کی شخصیت سے واقف ہونا چاہتے ہیں اور اس وقت کے سیاسی اور سماجی حالات کو سمجھ کر آئندہ کے لئے کوئی راہ عمل طے کرنا چاہتے ہیں، اس کتابچہ کو امارت شرعیہ کے شعبہ نشر و اشاعت نے شائع کیا، ازیں قبل ۲۰۱۵ء میں بھی طبع ہوا اور ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔

نظر ثانی کی عرضی داخل کرنا قانونی حق

معصوم مراد آبادی

مسلم پرسنل لاء بورڈ نے ایودھیا تنازعہ سے متعلق سپریم کے فیصلے پر نظر ثانی کی عرضی داخل کرنے کا اعلان کیا ہے۔ یہ اعلان عدالت کے فیصلے میں موجود مبینہ تضادات کو دور کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ لکھنؤ میں منعقدہ بورڈ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں عدالت عظمیٰ کے فیصلے پر غور وخوض کرتے ہوئے اس میں کئی تضادات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ مسلم پرسنل لاء بورڈ نے مسجد کی تعمیر کے لئے متبادل اراضی لینے سے بھی انکار کیا اور کہا ہے کہ انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو بابری مسجد کی زمین دی جائے چونکہ مسلمان کسی عام قطعہ اراضی پر جائز حق لینے کے لئے سپریم کورٹ نہیں گئے تھے بلکہ مسجد کی زمین کے لئے انصاف حاصل کرنے کی خاطر عدالت گئے تھے۔ عاملہ کی میٹنگ میں محسوس کیا گیا کہ عدالت عظمیٰ کے فیصلے میں کئی پہلوؤں پر نہ صرف باہمی تضاد ہے بلکہ کئی نقطوں پر یہ فیصلہ سمجھ سے پرے ہے اور پہلی نظر میں ہی غیر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مجلس عاملہ نے جن تین بنیادوں پر سپریم کورٹ کے فیصلے کو اصول انصاف کے مطابق نہیں پایا ہے' وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(i) جب 22/23 دسمبر 1949 کی رات میں جبراً رکھی گئی رام چندر جی اور دیگر مورتیوں کا رکھا جانا غیر قانونی تھا تو اس طرح غیر قانونی طور سے رکھی گئی مورتیوں کو Deity (دیوی دیوتا) کیسے مان لیا گیا ہے، جو ہندو دھرم شاستر کے مطابق بھی Deity نہیں ہوسکتی ہیں؟

(ii) جب بابری مسجد میں 1857 سے 1949 تک مسلمانوں کا قبضہ اور نماز پڑھا جانا ثابت مانا گیا ہے تو کس بنیاد پر مسجد کی زمین مقدمہ نمبر 5 کے مدعی نمبر 1 کو دے دی گئی؟

(iii) آئین کی دفعہ 142 کا استعمال کرتے وقت معزز ججوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ وقف ایکٹ 1995 کی دفعہ 104-A اور 51(1) کے مطابق مسجد کی زمین کے لین دین یا ٹرانسفر کو مکمل طور پر منع کیا گیا ہے تو وقف ایکٹ کے درج اس قانونی روک یا پابندی کو دستور کی دفعہ 142 کے تحت مسجد کی زمین کے بدلے میں دوسری زمین کیسے دی جاسکتی ہے؟ جبکہ خود سپریم کورٹ نے اپنے دیگر فیصلوں میں وضاحت کر رکھی ہے کہ دفعہ 142 کے اختیارات معزز ججوں کے لئے لامحدود نہیں ہیں۔

مجلس عاملہ نے مذکورہ پہلوؤں پر غور کرنے اور سپریم کورٹ کے فیصلے میں مذکورہ اور دیگر ظاہری غلطیوں کی وجہ سے نظر ثانی کی درخواست کرنے کا جو اعلان کیا ہے' اس پر مسلمانوں میں اتفاق رائے نہیں پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگوں نے نظر ثانی کی عرضی داخل کرنے کو ایک فضول سرگرمی قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا ہے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں چونکہ اس تنازعہ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے لہٰذا مسلم قیادت کو یہ فیصلہ قبول کرتے ہوئے اس باب کو ہمیشہ کے لئے بند کر دینا چاہئے۔ لیکن مسلم پرسنل لا بورڈ کے پاس اپنے اس اقدام کے حق میں جو دلائل موجود ہیں انہیں یکسر مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد مسلمانوں میں اضطرابی کیفیت ہے اور وہ اس معاملے میں پوری طرح مطمئن نہیں ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ سپریم کورٹ میں کسی فیصلے پر پہلی بار نظر ثانی کی عرضی داخل کی جارہی ہے بلکہ اس سے قبل کئی فیصلوں پر اس طرح کی عرضیاں داخل کی جا چکی ہیں اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سپریم کورٹ نے ان عرضیوں پر غور کرتے ہوئے اپنے فیصلوں سے رجوع بھی کیا ہے۔

مسلم پرسنل لا بورڈ کی میٹنگ میں جو باتیں زیر بحث آئیں ان کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے:

(۱) بابری مسجد کی تعمیر بابر کے کمانڈر میر باقی کے ذریعہ 1528 میں ہوئی تھی جیسا کہ مقدمہ نمبر ۵ کے فریقین نے اپنے مقدمہ کے عرضی دعویٰ میں خود تسلیم کیا ہے اور سپریم کورٹ نے اسے قبول کیا ہے۔ (۲) مسلمانوں کے ذریعہ دیئے گئے ثبوت سے یہ واضح ہے کہ 1857 سے 1949 تک بابری مسجد کی تین گنبد والی عمارت اور مسجد کا اندرونی صحن مسلمانوں کے قبضہ اور استعمال میں رہا ہے، اسے بھی سپریم کورٹ نے مانا ہے۔ (۳) بابری مسجد میں آخری نماز 16 دسمبر 1949 کو پڑھی گئی تھی، سپریم کورٹ نے اسے بھی تسلیم کیا ہے۔ (۴) 22/23 دسمبر، 1949 کی رات میں بابری مسجد کے بیچ والے گنبد کے نیچے رام چندر جی کی جو مورتی رکھ دی گئی تھی، سپریم کورٹ کی نگاہ میں وہ قانون کی خلاف ورزی تھی۔ (۵) بابری مسجد کے بیچ والے گنبد کے نیچے کی ''زمین'' رام چندر جی کی جائے پیدائش (جنم استھان) کی شکل میں پوجا کیا جانا ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا سوٹ نمبر ۵ کے فریق نمبر ۲ (جنم استھان) کو Deity نہیں مانا جاسکتا۔ (۶) مسلمانوں کے ذریعہ دائر کردہ مقدمہ نمبر ۴ میعاد (limitation) کے اندر ہے اور جزوی طور سے ڈگری کئے جانے کے لائق ہے۔ (۷) سپریم کورٹ نے فیصلہ میں یہ بھی رائے دی ہے کہ ۶ ردسمبر 1992 کو بابری مسجد گرائے جانے کا کام ہندوستان کے سیکولر آئین کے خلاف تھا۔ (۸) نزاعی عمارت میں چونکہ ہندو بھی سینکڑوں سال سے عبادت (پوجا) کرتے رہے ہیں اس لئے پوری نزاعی عمارت کی زمین مقدمہ نمبر 5 کے فریق نمبر 1 (بھگوان شری رام للا) کو دی جاتی ہے۔ (۹) چونکہ نزاعی زمین مقدمہ نمبر 5 کے فریق نمبر 1 کو دی گئی ہے اس لئے مسلمانوں کو 5 را ایکڑ زمین مرکزی حکومت کے ذریعہ یا تو تحویل شدہ اراضی یا صوبائی حکومت کے ذریعہ ایودھیا میں کسی دوسری اہم جگہ پر دی جائے جس پر وہ مسجد بنا سکیں۔ یہ حکم سپریم کورٹ نے آئین کی دفعہ 142 کا استعمال کرتے ہوئے دیا ہے۔ جس کے مطابق مذکورہ 5 را ایکڑ زمین سنی وقف بورڈ کو دیئے جانے کا حکم صادر کیا گیا ہے۔ (۱۰) سپریم کورٹ نے محکمہ آثارِ قدیمہ کی رپورٹ کی بنیاد پر یہ بات تسلیم کی ہے کہ کسی مندر کو توڑ کر مسجد نہیں بنائی گئی ہے۔

یہاں بنیادی بات یہ ہے کہ مسلم پرسنل لا بورڈ جن بنیادوں نظر ثانی کی عرضی داخل کرنے جارہا ہے وہ بنیادیں خود آئین نے اسے فراہم کی ہیں۔ کسی فیصلے پر دفعہ 137 کے تحت ریویو پٹیشن داخل کی جاتی ہے۔ سپریم کورٹ کو دفعہ 145 کے تحت یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرے۔ یہ عرضی فیصلہ آنے کے تیس دنوں کے اندر داخل کی جاسکتی ہے۔ اس سے قبل کئی فیصلوں کے خلاف نظر ثانی کی عرضی داخل کی گئی ہے اور عدالت نے خود اپنے ہی فیصلوں کو تبدیل کیا ہے۔ مثال کے طور پر گذشتہ سال جہیز ہراسانی کیس کے فیصلے میں سپریم کورٹ نے فوری گرفتاری پر روک لگانے والے فیصلے کو نظر ثانی عرضی داخل ہونے کے بعد تبدیل کیا تھا۔ مشہور زمانہ سبری مالا مندر کیس میں سپریم کورٹ نے مذکورہ مندر میں ہر عمر کی عورت کو داخل ہونے کی اجازت دی تھی جس کے خلاف نظر ثانی کی عرضی داخل کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ بھی کئی مقدمات میں اس طرح کی ریویو پٹیشن داخل کی گئی ہیں۔ لہٰذا اس صورتحال میں یہ کہنا کہ نظر ثانی کی عرضی داخل کرنا سپریم کورٹ کے خلاف ہے' سراسر غلط ہے۔ بورڈ اپنے ایک دستوری حق کو استعمال کر رہا ہے اور اب یہ سپریم کورٹ پر منحصر ہے کہ وہ اس عرضی کو قبول کرتا ہے یا نہیں!!!

سگریٹ نوشی کے مضر اثرات

عارف عزیز بھوپال

یونیورسیٹی آف واشنگٹن کے شعبہ صحت کی ایک نئی تحقیق کے مطابق ہندوستانی مردوں میں سگریٹ نوشی کی کمی کا رجحان فروغ پا رہا ہے، بتایا گیا کہ تمباکو نوشی میں کمی کی وجہ تعلیم اور تمباکو نوشی کی روک تھام کے قواعد پر عمل آوری ہے۔ ہندوستان میں سگریٹ و بیڑی پینے کی عادت یہاں کے عوام کی صحت کے لئے تیسرا بڑا خطرہ ہے۔ ہر سال تمباکو نوشی کی وجہ سے ہندوستان میں دس لاکھ اموات ہوتی ہیں۔

سال ۱۹۸۰ء اور ۲۰۱۶ء کے درمیان ہندوستانیوں میں سگریٹ نوشی 33 اعشاریہ ۸ فیصد سے کم ہو کر 3,23 فیصد رہ گئی ہے۔ اعداد وشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ساری دنیا میں سگریٹ نوشی کرنے والی خواتین کی تعداد ہندوستان میں زیادہ ہے۔ امریکہ کے سوا تمام ممالک میں ۱۲ر۱۲ اعشاریہ ایک ملین خواتین سگریٹ نوشی کرتی ہیں، ۲۰۱۶ء میں سگریٹ نوشی کرنے والی خواتین کی تعداد تین اعشاریہ دو فیصد بتائی گئی۔

۱۹۸۰ء تا ۲۰۱۶ء کے دوران ۱۸۷ ممالک میں سگریٹ نوشی اور تمباکو کے استعمال کا سروے کیا گیا اور یہ سروے رپوٹ جرنل آف امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن نے خصوصی شمارہ میں جو تمباکو سے متعلق ہے شائع کی ہے، اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ہندوستانی یومیہ اوسطاً ۱۱۸ اعشاریہ ۲ سگریٹ استعمال کرتے ہیں، مردوں میں سگریٹ نوشی کا رجحان خطرناک طور پر زیادہ ہے، مردوں میں سگریٹ نوشی کم کرنے کے لئے مزید اقدامات کی ضرورت ہے، پبلک ہیلتھ فاؤنڈیشن آف انڈیا کے صدر نے بھی ہندوستانی مردوں میں سگریٹ نوشی کے رجحان پر تشویش ظاہر کی اور کہا کہ خواتین کی صحت پر اس کے مضر اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ سگریٹ ایک ایسی شئی ہے جو استعمال کرنے والے کو مار ڈالتی ہے، ساری دنیا میں سگریٹ نوشی سے ہر سال زائد از پچاس لاکھ اموات ہو رہی ہیں۔

اگر سگریٹ نوشی کی روک تھام کے لئے ساری دنیا میں مؤثر اقدامات نہیں کئے گئے تو اموات کی تعداد میں مزید اضافہ ہوگا، اندیشہ ہے کہ سال ۲۰۳۰ء تک ''ساری دنیا میں سگریٹ نوشی کی وجہ سے ہر سال ۸۰ فیصد اموات'' کم اور اوسط آمدنی والے ممالک میں ہو رہی ہیں جاری صدی کے ختم تک تمباکو نوشی سے ایک بلین افراد فوت ہونگے، ایک دو سال کے اندر فوری انسدادی اقدامات کرتے ہوئے لاکھوں افراد کی زندگیاں بچائی جاسکتی ہیں، تمباکو نوشی سے پھیپھڑے تباہ ہو جاتے ہیں، دوران خون متأثر ہوتا ہے، آکسیجن لینے کا عمل تباہ ہوتا ہے، اس کا اثر قلب پر پڑتا ہے، خون میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی بھاری مقدار کی وجہ سے بینائی متأثر ہوتی ہے، تنفس کے مسائل درپیش ہوتے ہیں، خون منجمد ہوتا ہے، رگیں سکڑتی ہیں، پھیپھڑے کا کینسر ہو سکتا ہے، منہ، حلق، گردن، اور گردوں کے عارضہ لاحق ہو سکتے ہیں، سگریٹ نوشی ایسی بلا ہے کہ نہ صرف سگریٹ نوشی کرنے والے موت کے منہ میں جاتے ہیں بلکہ سگریٹ نوشی کی وجہ سے ماحول اس قدر آلودہ ہوتا ہے کہ اس آلودگی کی وجہ سے ہر سال ۳۵ ہزار سگریٹ نوشی نہ کرنے والے افراد کی موت ہو رہی ہے، جن کا قصور صرف یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کے آس پاس رہتے ہیں۔ سگریٹ نوشی کی وجہ سے سگریٹ نوشی کرنے والوں اور اس ماحول میں رہنے والوں کی صحت کو اس قدر نقصان پہنچتا ہے کہ سالانہ ایک ارب سے زائد افراد سگریٹ نوشی کرتے ہیں، ان میں سے 70 لاکھ افراد سگریٹ گردی کا شکار ہوتے ہیں، 9 لاکھ افراد وہ بھی شامل ہیں جو خود سگریٹ نوشی نہیں کرتے مگر دوسروں کے کئے کا خمیازہ بھگتتے ہیں۔ ہندوستان میں تمباکو نوشی سے زیادہ تر اموات ۳۰ رسال سے ۶۹ رسال کی عمر کے لوگوں میں ہو رہی ہیں، ہندوستان میں ہر سال سگریٹ سے متعلق امراض کی وجہ سے ہو رہی دس لاکھ اموات میں ۱۱ فیصد خواتین ہیں ہر بیس اموات میں ایک خاتون کی موت شامل ہے، جب تک تمباکو نوشی کے مضر اثرات کے بارے میں عوامی بیداری مہم زور و شور سے نہیں چلائی جائے گی اور سگریٹ نوشی پر پابندی کے لئے سخت گیر قوانین کی تدوین اور عمل آوری نہیں ہوگی سگریٹ نوشی انسانی زندگی اور صحت کے لئے مستقل خطرہ بنی رہے گی۔ ورنہ سگریٹ کی یہ لعنت ہمارے نوجوانوں کو تباہ کرتی رہے گی اس لیے ہم سب کو مل کر اس لعنت کو ختم کرنے کی محنت کرنی ہوگی۔ لیکن اس کے لیے مضبوط قوت ارادی کی ضرورت ہے، اور یہ اس طرح کے خیال سے تو بالکل ممکن نہیں ہے جو اس سگریٹ نوش کا ہے ''میں ہمیشہ سگریٹ سے چھٹکارے کا سوچتا ہوں لیکن اس کیلئے بھی مجھے ایک سگریٹ چاہئے۔''

محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت باپ

مفتی سہیل احمد قاسمی صدر مفتی امارت شرعیہ

بچے، اللہ رب العزت کی عظیم نعمت، کائنات کا حسن، دنیا کی رونق اور گلشن انسانیت کے مہکتے پھول ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو صاحب اولاد بنایا ہے، جتنے انبیاء گذرے ہیں ان میں بعض کی متعدد بیویاں تھیں، اور وہ صاحب اولاد تھے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی صاحب اولاد تھے، جیسا کہ ارشاد ہے ''جس طرح انبیاء سابقین کو اولاد کی نعمت دی گئی تھی اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیویاں اور اولاد عطا کی گئیں''۔ (سورۃ رعد آیت: ۳۸)

اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی چار صاحبزادیوں سے نوازا اور صاحبزادے بھی چار ہوئے، تین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے اور ایک حضرت ماریہ قبطیہ سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نسبی اعتبار سے ان صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کے علاوہ کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن روحانی اعتبار سے آپ پوری امت کے باپ ہیں، بلکہ امت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ایک باپ سے بھی بڑھی ہوئی ہے، اور آپ کا احترام باپ سے کہیں بڑھ کر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم روحانی مربی ہونے کی وجہ سے روحانی باپ کی حیثیت بھی رکھتے ہیں۔ ایک موقع پر مشرکین نے آپ کو طعنہ دیتے ہوئے ابتر یعنی مقطوع النسل کہا، یعنی اولاد نرینہ آپ کو نہیں ہے، جس سے نسل آپ کی چلے اور آپ کے پیغام کو آگے بڑھائے، وضاحت کردی گئی کہ گرچہ نسبی اولاد نرینہ آپ کی نہیں ہے، لیکن آپ کی رسالت ونبوت کے پیغام کو پھیلانے اور بڑھانے کے لئے نسبی اولاد کی ضرورت نہیں اس کے لئے روحانی اولاد بھی کام کرتی ہے، چونکہ آپ رسول اللہ ہیں، اور رسول امت کا روحانی باپ ہوتا ہے اس لئے آپ پوری امت کے روحانی باپ ہونے کی حیثیت سے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ کثیر الاولاد ہیں۔ **ماکان محمد ابااحد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** (سورۃ احزاب۔۴۰)

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی تحریر فرماتے ہیں: آیت کریمہ کا شان نزول اگرچہ ایک خاص واقعہ سے تعلق رکھتا ہے لیکن اپنے مفہوم ومعنیٰ کے لحاظ سے ہمہ گیر اور غیر موقت ہے، عربیت اور نقل وروایات دونوں لحاظ سے ایک ٹھوس حقیقت کا بیان ہے، اس آیت کے تین حصے ہیں ایک میں کہا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، اس لئے کہ آپ کی اولاد ذکور حیات مستعار کو پہونچ چکی اور آپ صلبی بیٹا نہیں رکھتے، اور اسلام میں لے پالک بے معنیٰ رسم ہے اور اس سے دوسرے کا بیٹا گود لینے سے بیٹا نہیں بن جاتا، اور اس کے احکام حاصل نہیں کرلیتا تو ایسی صورت میں زید رضی اللہ عنہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا ہر طرح غلط ہے ''**ماکان محمد اباحد من رجالکم.**''

مگر اس سے یہ احساس پیدا نہیں ہونا چاہئے کہ جب آپ مردوں میں سے کسی کے صلبی باپ نہیں ہیں تو امت کے ساتھ کس طرح آپ کو شفقت پدری ہوسکتی ہے، یہ احساس اس لئے نہیں ہونا چاہئے کہ اگرچہ آپ امت کے صلبی باپ نہیں ہیں تو نہ ہوں مگر روحانی باپ تو ہیں جیسا کہ ہمیشہ انبیاء ورسل اپنی اپنی امتوں کے روحانی باپ ہوتے ہیں، بلکہ روحانی باپ کا رشتہ ورابطہ تو صلبی باپ سے بھی ہزار ہا درجہ بڑھ چڑھ کر ہے، کیونکہ وہ مادی اور روحانی دونوں تربیتوں کا کفیل ومربی ہے، اس لئے دوسرے نبیوں اور رسولوں کی طرح آپ بھی خدا کے رسول ہیں ''**ولٰکن رسول اللہ**'' یہ آیت کا دوسرا حصہ ہے۔ پھر اسی حد پر پہنچ کر ختم نہیں ہوجاتی بلکہ امت کے لئے اس سے بلند وبالا یہ بشارت ہے کہ آپ سے قبل جس قدر بھی روحانی باپ انبیاء ورسل گذرے ہیں علی قدر مراتب ان میں امت کے لئے شفقت ورحمت کا جذبہ محدود رہا، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کے گذر جانے کے بعد دوسرا روحانی باپ نبی ورسول مبعوث ہوکر امت پر میری ہی طرح یا مجھ سے زیادہ شفقت وتربیت کا حق ادا کرنے والا ہے، لیکن ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان رفیع ہے کہ آپ صرف اللہ کے رسول ہی نہیں بلکہ آخر الانبیاء والرسل ہیں جن کے بعد کسی نبی اور رسول کی بعثت کی ضرورت نہیں رہی، اس لئے کہ دین کامل ہوگیا، خدا کی نعمت پوری ہوگئی، ایسی صورت میں تم اندازہ کرسکتے ہو کہ اس کی شفقت ورحمت کا کیا ٹھکانہ ہوگا، جو مربی یہ سمجھتا ہو کہ اب اگلوں کی طرح اس کے بعد دوسرا کوئی مربی آنے والا نہیں ہے کہ امت پر اپنی رحمت نچھاور کرے، اب تو رہتی دنیا تک اس کی آغوش تربیت وا رہے گی، اور اسی کی نبوت ورسالت کا غیر منقطع سلسلہ جاری رہے گا ''وخاتم النبیین'' (قصص القرآن ۴/۳۹۳۔۳۹۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چہیتی چھوٹی بیٹی فاطمہ زہرہ ہیں، جن کی والدہ عظیم ترین خاتون ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہیں، جب تک وہ زندہ رہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا نکاح نہیں فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بے حد تعریف وتحسین فرمایا کرتے تھے، ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ نے فرمایا: خدا کی قسم مجھے خدیجہ سے اچھی بیوی نہیں ملی، وہ ایمان لائی جب سب لوگ کافر تھے، انہوں نے میری تصدیق کی جب سبھوں نے مجھے جھٹلایا، انہوں نے میری مدد کی جب میرا کوئی مددگار نہیں تھا، انہوں نے اپنا تمام زر ومال مجھ پر قربان کردیا جب دوسروں نے مجھے محروم رکھا، اللہ نے مجھے ان کے بطن سے اولاد دی اور اولاد بھی ایسی جس میں فاطمہ جیسی بیٹی شامل ہے، فاطمہ ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل باقی رہی۔ حکم خداوندی سے فاطمہ کا نکاح حضرت علیؓ سے کیا گیا، بہت سارے صحابہ کو مسجد میں جمع کیا اور آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح علی بن ابی طالب سے کردوں، ابھی جبرئیل امین میرے پاس اطلاع لے کر آئے تھے کہ اللہ رب العزت نے بیت المعمور میں فاطمہؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح اپنے خاص بندہ حضرت علیؓ سے کردیا اور مجھے حکم ہوا کہ نکاح کی تجدید کرکے گواہان کے روبرو ایجاب وقبول کرادوں، اس طرح حضرت سیدہ فاطمہ کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اللہ تعالیٰ تم دونوں کو دلجمعی اور حسن رفاقت عطا فرمائے، تم دونوں کو خوش نصیب بنائے، تم دونوں پر برکتیں نازل فرمائے اور پاکیزہ اولاد عطا فرمائے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے جمیع بن عمیر نے پوچھا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ''فاطمہ رضی اللہ عنہا، مردوں میں کون تھا؟ فرمایا: شوہرِ فاطمہ، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ فاطمہؓ سے بڑھ کر کوئی بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ نہ تھا، جب آپ خدمت میں حاضر ہوتیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ کر مرحباً فرماتے، پیشانی پر بوسہ دیتے پھر دعا دے کر کے رخصت کرتے۔ مسرور بن مخزمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جو اسے ناراض کرے گا وہ مجھے ناراض کرے گا۔ مجھے اپنے اہل وعیال میں فاطمہ سب سے زیادہ محبوب ہے تمام تر محبت کے باوجود انہیں ایمان وعمل اور فکر آخرت کی توجہ دلاتے اور دنیاوی لذات ومرغوبات سے کنارہ کشی کی ترغیب دیتے، آقا ارشاد فرماتے ہیں: یافاطمۃ بنت محمد ! انقذی نفسک من النار فانی لااملک لک من اللہ ضراً ولا نفعاً ترجمہ:۔ اے محمد کی بیٹی فاطمہ! اپنے آپ کو جہنم سے بچا، کیونکہ میں اللہ کی طرف سے تمہارے لئے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں حضرت فاطمہؓ کو دو بچے (حسن، حسین) اور دو بچیاں (حضرت زینب وحضرت کلثوم) ہوئے اور چاروں زندہ رہے، ایک موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حسین کے بارے میں فرمایا: کہ وہ دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

جب حضرت حسن پیدا ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام حسن رکھا، ان کے کان میں اذان دی، ان کی طرف سے عقیقہ کیا گیا، اسی طرح حضرت حسین کی پیدائش پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے انتہا خوشی ہوئی، پیدائش کی خبر سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے یہاں تشریف لے گئے۔ انہیں اپنے گود میں لے کر ان کی تحنیک فرمائی اور اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں داخل کرکے اپنا لعاب مبارک ان کے منہ میں داخل کیا، ان کے کان میں اذان دی اور ان کے لئے دعا فرمائی، ان دونوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن وحسین یہ دونوں میری دنیا کے دو پھول ہیں، ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رب العٰلمین میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور اس شخص سے بھی محبت رکھ جو اس سے محبت رکھے۔ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے اچانک حسن وحسین آگے گرتے پڑتے چلے آرہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر ممبر سے اتر کر آئے اور دونوں کو اپنی گود میں اٹھایا پھر ان کو اپنے پاس بٹھا کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ کہا: ''**انما اموالکم واولادکم فتنۃ**'' میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ گرتے پڑتے چلے آرہے ہیں تو مجھ سے صبر نہ ہوسکا اور میں اپنی وعظ ونصیحت منقطع کرکے ممبر سے اترا اور ان کو گود میں اٹھالیا۔ حضرت یعلیٰ بن مرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں جس شخص نے حسین سے محبت رکھی اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت رکھی۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن کو اپنے کندھے پر بٹھائے ہوئے تھے ایک شخص بولا اے خوش نصیب منّے کیسی اچھی سواری پر تو سوار ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر یہ فرمایا وہ سوار بھی تو کتنا اچھا ہے۔ حضرت زینبؓ کے بارے میں آپ کا ارشاد ہے ''**ھی افضل بناتی اصیبت فی**'' یہ میری بیٹیوں میں افضل ہے، میری وجہ سے ستائی گئی۔ حضرت زینبؓ کو دو بچے تھے، علی اور امامہ، فتح مکہ کے دن اپنی اونٹنی پر ان کو پیچھے بٹھایا تھا، جوانی میں اللہ کو پیارے ہوئے، یا دوسری روایت کے مطابق جنگ یرموک میں شہید ہوئے، اور پیاری نواسی امامہ سے آپ کو اتنی محبت تھی کہ انھیں کندھے پر بیٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تھی۔ دیگر بچوں کے ساتھ پیار ومحبت ! حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ (ایک دن) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی (جب پڑھ چکے تو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر جانے کے لئے مسجد سے باہر نکلے تو آپ کے ساتھ میں بھی باہر آیا اتفاق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ بچے آگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پیار کرنے کیلئے) ان میں سے ہر ایک بچہ کے رخساروں پر ہاتھ پھیرا اور پھر میرے رخساروں پر ہاتھ پھیرا، اس وقت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی ایسی ٹھنڈک اور خوشبو محسوس کی جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی عطروں کے ڈبہ میں سے اپنا ہاتھ نکالا ہو (مشکوٰۃ: ۵۱۷)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ طویل عرصہ تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہے، وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پورے عرصہ میں میری کسی غلطی اور کوتاہی پر ڈانٹنا ڈپٹنا تو کجا کسی بات پر اف تک نہیں کیا، جب کہ وہ زمانہ بچپن اور لاابالی پن کا تھا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی (اس پورے عرصہ میں) مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اف بھی نہیں کہا اور نہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا اور یہ کام تم نے کیوں نہیں کیا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب مجھ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو میری عمر آٹھ سال کی تھی، اس وقت سے مسلسل دس سال آپ کی خدمت کے فرائض انجام دیتا رہا (جو مدینہ میں آپ کی کل مدت قیام ہے) اس پورے عرصہ میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میرے ہاتھ سے کوئی چیز ضائع ہوگئی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ملامت کی ہو، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے کوئی شخص (کسی چیز کے ضائع ہوجانے پر) مجھ کو ملامت کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جانے دو، اس کو ملامت نہ کرو، حقیقت یہ ہے کہ جو بات ہونے والی ہوتی ہے ضرور ہوکر رہتی ہے۔ (مشکوۃ شریف ۵۱۹) خالد بن سعید کی بیٹی ام خالد کہتی ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (ھدیہ) میں کچھ کپڑے آئے جن میں ایک چھوٹی سی کملی بھی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ام خالد کو میرے پاس لاؤ، چنانچہ ام خالد کو (جو بچہ ہی تھیں) اٹھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کملی اٹھائی اور اپنے ہاتھ سے ام خالد کو اڑھا دی اور پھر جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب کوئی نیا کپڑا پہنتا تو اس کو دعا دیتے، ام خالد کو یہ دعا دی اس کپڑے کو پرانا کرو اور پھر پرانا کرو یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے اور بار بار تمہیں کپڑا استعمال کرنا اور بہت کپڑا پہننا نصیب ہو، اس کملی میں سبز یا زرد نشان بنے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام خالد یہ کپڑا تو بہت عمدہ ہے سناہ حبشی زبان کا لفظ ہے جس کے معنیٰ عمدہ اور بہترین کے ہیں، ام خالد کہتی ہیں کہ پھر میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کی طرف چلی) گئی اور (بچپن کی ناسمجھی کی بنا پر) مہر نبوت سے کھیلتی رہی۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

ان کی پر اسرار عدالت، ان کا پر اسرار انصاف

ڈاکٹر سلیم خان

بابری مسجد کا قضیہ امت کے نزدیک عبادت گاہ کے تقدس اور عدل وقسط کا معاملہ ہے۔ ہندوؤں کے لیے آستھا اور عدالت کی خاطر قطعۂ اراضی کی ملکیت کا تنازع ہے۔ عدالت اگر اس کو آستھا سے نہ جوڑتی تو فیصلہ یہ نہیں ہوتا لیکن جب عدلیہ میں جرأت کا فقدان ہو تو انصاف نہیں مصالحت ہوتی ہے۔ اس کوشش میں عدالت نے مسلمانوں کے موقف کی تائید کی اور ہندوؤں کے مطالبہ کو پورا کیا۔ سرکاری دباؤ کے چلتے اس کے لیے مسلمانوں کا حق بجانب مطالبہ پورا کرنا مشکل تھا اور عدالتی اقدار کے پیش نظر ہندوؤں کے موقف کی تائید کرنا ممکن نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مبنی برانصاف فیصلہ نہیں ہوسکا اور مسلم پرسنل لاء بورڈ کو اس پر نظرثانی کی درخواست کا ارادہ کرنا پڑا۔ اس فیصلے میں سرکاری عمل دخل دیکھنا ہو تو نرموہی اکھاڑے کا حشر دیکھیں۔ وہ ایک طویل عرصہ سے عدالت میں دعویدار ہے مگر اس کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر ۱۹۸۹ء میں سنگھ کے کوکھ سے جنم لینے والے نیاس کو مندر بنانے کا ٹھیکہ دے دیا گیا۔ مسلمانوں اور نرموہی اکھاڑے کی حالت پر معین الحسن جذبی کا یہ شعر (ترمیم کی معذرت کے ساتھ) صادق آتا ہے۔

ان کی پراسرار عدالت، ان کا پراسرار انصاف ☆☆☆ اور ایسے سیلاب کے آگے تیری ہستی مثل حباب

مسلم پرسنل لاء بورڈ امت کا نہایت باوقار ادارہ ہے جس پر ہر مسلک و مذہب کے سوادِ اعظم کا اعتماد ہے۔ بورڈ نے نظرثانی کا پرعزم فیصلہ کیا تاکہ حجت تمام ہوجائے۔ ویسے اب کسی مزید نقصان کی توقع بھی نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ ریویو پٹیشن پانچ ایکڑ زمین سے مسلمانوں کو محروم کرسکتی ہے تو اپنی بلا سے ہم نے ویسے بھی اسے لینے سے انکار کردیا ہے۔۔ سرزمین ہند پر بسنے والے تقریباً بیس کروڑ مسلمان اس کے محتاج نہیں ہیں۔ وہ ہزاروں ایکڑ وقف زمین کے مالک ہیں اور آج بھی اپنی عبادتگاہوں کے لیے سیکڑوں ایکڑ زمینیں خرید کر وقف کررہے ہیں۔ اس فیصلے خوب بیان بازی ہوئی ہر کسی سے جو بن پڑتا تھا اس نے کہا۔ اس فیصلے پر پھولے نہ سمانے والے شری شری روی شنکر کے دوست مولانا سلمان ندوی نے بیان سے آگے بڑھ کر وزیر اعلیٰ سے ملاقات کرلی اور ایسی شرائط کے ساتھ سپریم کورٹ کے احکامات کی تعمیل میں زمین مہیا کرنے کا مطالبہ کیا کہ یوگی آدیتیہ ناتھ کا تو دل خوش ہوگیا۔

مولانا نے مسلم آبادی میں مسجد کے ساتھ اسلامک یونیورسٹی قائم کرنے کی تجویز پیش کی تاکہ ایودھیا سے وید و گیتا کے ساتھ قرآن وسنت اور اسلام وشریعت کا پیغام بھی ساری دنیا تک پہنچایا جائے۔ انہوں نے اپنے فیس بک خطاب میں جہاں مسلم قیادت سے تیکھے سوالات کیے وہیں یوگی جی کی خوب تعریف کی کیونکہ یوگی جی نے انہیں بتایا "ہمارے نزدیک انسانیت ہے، عدل وانصاف ہے، برابری ہے اور ہم فرقہ واریت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ بھگوادھاری وزیر اعلیٰ نے یہ بھی بتایا کہ انہوں نے ۹ر تاریخ کے فیصلے پر کہیں بھی ہنگامہ نہ ہو اس کی سخت ہدایات دی تھی۔ پولس اور انتظامیہ کو کڑی ہدایات دی گئی تھیں اور یہ کہا گیا تھا کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس نکلیں گے، اس لیے وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ کہیں پر کوئی واردات نہ ہو، کسی کو کوئی خراش نہ آئے، اگر ایسا کچھ ہوا تو پولس اور انتظامیہ جوابدہ ہوگا۔ مولانا سلمان ندوی کا امت کے رہنماؤں پر تنقید کے بعد نہایت سادہ لوحی سے یوگی ساری باتوں پر یقین کرلینا سلیم احمد کے اس شعر کی یاد دلاتا ہے۔

مجھ کو قدروں کے بدلنے سے یہ ہوگا فائدہ ☆☆☆ میرے جتنے عیب ہیں سارے ہنر ہوجائیں گے

مولانا بھول گئے کہ یوگی پہلے ہی اس دیوالی کے موقع پر خوشخبری کی پیشن گوئی کرچکے تھے۔ سوال یہ ہے کہ اگر فیصلہ سنگھ کی مرضی کے خلاف ہوتا تو کیا وہ ایسا کرتے؟ سنگھ پریوار اگر سپریم کورٹ کے فیصلے کا اس قدر پابند ہوتا تو نہ ہی ۶ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو بابری شہید ہوتی اور نہ یہ فیصلہ صادر ہوتا۔

امت کے مصالحت پسند طبقہ کو اس فیصلے کے بعد بڑھ چڑھ کر مسلم قیادت پر لعن طعن کرنے کا موقع ہاتھ آگیا ہے۔ حالانکہ اگر ان مداہنت نوازوں کی بات مان کر مسلمان بابری مسجد کے مقدمہ سے دستبردار ہوجاتے تو اس فیصلے میں یہ تسلیم نہیں کیا جاتا کہ پانچ سو سال قبل اس مسجد کو میر باقی نے کسی مندر کو توڑ کر تعمیر نہیں کیا گیا۔ اس جھوٹے دعویٰ کی قلعی نہیں کھلتی کہ جسے گھڑ کر ہندوؤں کا جذباتی استحصال کرکے مسلمانوں کو بدنام کیا گیا۔ مسلمان اگر آخری وقت تک مقدمہ نہ لڑتے تو یہ بھی ثابت نہ ہوتا کہ وہ اپنے دور اقتدار میں بھی اس قدر روادار تھے کہ انہوں نے اپنی مسجد کے باہر کسی کو عبادت کرنے سے نہیں روکا۔ رام چرت مانس کے خالق کالیداس نے رام مندر کے گرائے جانے کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ اکبر نورتنوں میں موجود راجہ مان سنگھ، ٹوڈرمل، بیربل اور تان سین میں سے کسی نے بابری مسجد کی جگہ رام مندر کی تعمیر کا مطالبہ کیوں نہیں کیا؟ یہ تنازع انگریزوں کے زمانے میں کیوں اٹھا اور انہوں نے بھی ہندو فریق کے مطالبہ کو کیوں خارج کردیا۔ محکمہ آثار قدیمہ (اے ایس آئی) کی رپورٹ سے بھی عدالت نے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مسجد کے نیچے دبے ملبہ کا تعلق ہزاروں سال قدیم وکرمادتیہ کے زمانے سے یا رام مندر سے نہیں ہے۔ عدالتِ عظمیٰ نے ہندو فریق کے دوسرے دعویٰ کو بھی مسترد کردیا جس میں کہا گیا تھا کہ ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء کی شب میں مسجد کے اندر سے مورتیاں اچانک ظاہر ہوگئیں۔ کورٹ نے بابری مسجد کے اندر مورتی رکھنے کو عبادت گاہ کی بے حرمتی کا جرم قرار دیا۔ مورتیوں کے رکھے جانے کی شکایت درج کرانے کے بعد بھی مسلمان آپس میں مل بیٹھ کر مسئلہ حل کرنا چاہتے تھے لیکن جب نرموہی اکھاڑے نے صحن سے پیر پسار کر مسجد پر دعویٰ ٹھونک دیا تو مسلمانوں کو ۱۹۶۱ء میں لامحالہ عدالت کے اندر اپنے دفاع کی خاطر جانا پڑا۔ جس نرموہی اکھاڑے کو مسلمانوں نے برداشت کیا آج سنگھ کا نیاس اس کو اکھاڑ پھینکنے کے فراق میں ہے۔ اس فیصلے نے رام مندر کے تالا کھولنے کا عدالتی حکمنامہ اور مسلمانوں کو مسجد سے بے دخل کیے جانے کو خلافِ قانون مانا۔ ۱۹۹۲ء میں بابری مسجد کے انہدام کو آئین کی خلاف ورزی اور وقانونی جرم قرار دے کر اس کی پرزور مذمت کی، اس کے عوض زمین دینے کی تجویز پیش کی۔ یہ مسلمانوں کی حق تلفی کا واضح اعتراف ہے۔

مسلمان اگر فریب خوردہ دانشوروں اور سادھوسنتوں کے دام میں آکر مصالحت کے تحت بابری مسجد کی زمین ہندو فریق کو دے دیتے تو انہیں یہ کہنے کا موقع مل جاتا کہ مسلمانوں نے اپنی تاریخی غلطی کو تسلیم کرلیا ہے۔ مسلم حکمراں ظالم تھے۔ ہندو مندروں کو توڑنا ان کا شیوہ تھا اس لیے انہوں نے رام جنم بھومی کو توڑ کر بابری مسجد تعمیر کی تھی۔ اس طرح ایک ناکردہ گناہ کا طوق ہمیشہ کے مسلمانوں کے گلے پڑ جاتا۔ اس کے ساتھ کاشی اور متھرا جیسے بے شمار تنازعات کا دروازہ کھل جاتا اور اس کو نظیر بنا کر نہ جانے کس کس عبادتگاہ کی آڑ میں نفرت وعناد کا ماحول بنایا جاتا۔ اس موقع پر مولانا ابوالکلام آزاد کا ذرائع ابلاغ میں گردش کرنے والا تاریخی مکالمہ یاد آتا ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ دنیا اگر دس ہزار سال یا دس لاکھ سال بھی مزید قائم رہے، پھر بھی دو چیزیں ختم نہیں ہوں گی۔ ایک ہندو قوم کی تنگ نظری اور دوسرے مسلمان قوم کی اپنے سچے رہنماؤں سے بدگمانی۔ اس جملہ کا پہلا حصہ عدلیہ کے لیے ہے۔ دوسرا حصہ مداہنت پسند دانشوروں اور نتائج سے مضطرب ماتم گزیدہ عوام پر صادق آتا ہے۔ بابری مسجد کا فیصلہ شاہد ہے کہ اس مقام پر سیکڑوں سال قبل جو عبادتگاہ تھی وہ اذن الٰہی سے کھنڈر بن کر زمین دفن ہوگئی۔ آگے چل اس چٹیل میدان پر ساڑھے چارسو سال قبل ایک مسجد تعمیر ہوئی۔ ستائیس سال قبل اس کو بزورقوت ڈھا دیا گیا لیکن تاریخ اپنے آپ کو دوہراتی ہے اور ضرور دوہرائے گی۔ ہم نہیں تو ہماری نسلیں بابری مسجد کو پھر سے تعمیر کریں گی۔ ان شاءاللہ۔ عدالتی فیصلے میں مسلمانوں کے موقف کو تسلیم کرنے کے بعد عدالت کی نے اس قانون کا حوالہ بھی دیا جس کی رُو سے ۱۹۴۷ء کے بعد کی کسی عبادتگاہ کی حیثیت تبدیل نہیں کی جائے گا۔ عدالت میں اپنا موقف رکھنا مسلمانوں کی ذمہ داری تھی لیکن الحمدللہ مسلمان اس سے آگے بڑھ کر اسے تسلیم کروانے میں بھی کامیاب ہوگئے۔ اس کے سبب عدالت کو مجبور ہوکر آئین کی دفع ۱۴۲ر کا سہارا لینا پڑا جس کے تحت عدلیہ کو دلائل شواہد کے علی الرغم فیصلہ سنانے کا اختیار حاصل ہے۔ ایسا کرکے فریق مخالف کے حق میں فیصلہ سنانا امت کی نہیں بلکہ عدالت کی شکست ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہم نے اپنی ذمہ داری کامیابی کے ساتھ ادا کی لیکن عدلیہ اپنا وقار بچانے میں ناکام ہوگیا۔ اس کا اعتراف واعلان دنیا بھر کے حق پسند کررہے ہیں۔ عدلیہ کے لیے اس موقع پر مناسب ترین مشورہ منور پاشاہ ساحل تماپوری نے اس شعر میں دیا ہے۔

ترازو توڑ کر پلڑوں کو اب تم طاق میں رکھ دو ☆☆☆ ضرورت کیا ہے تولیں کون ناحق کون حق پر ہے

آب وہوا کی تبدیلی کے لیے ہندوستان ذمہ دار نہیں: حکومت

ماحولیات، جنگلات اور آب وہوا میں تبدیلی کے وزیر پرکاش جاوڈیکر نے لوک سبھا میں جمعہ کو دوٹوک الفاظ میں کہا کہ آب وہوا میں تبدیلی کے لئے ہندستان ذمہ دار نہیں ہے، لیکن اس کے باوجود ہم نے اس سے نمٹنے کے لئے خود سے پہل کرتے ہوئے کئی اقدامات کئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ بیجنگ کے مقابلہ میں دہلی کو کم وقت میں آلودگی سے پاک کیا جائے گا۔ جاوڈیکر نے "آلودگی اور آب وہوا میں تبدیلی' موضوع پر لوک سبھا میں تین دن چلی بحث کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ آب وہوا میں تبدیلی کی شروعات دوسرے صنعتی انقلاب کے ساتھ ہوئی اس وقت بڑی تعداد میں کارخانے لگے اور ان میں کوئلہ جلانا شروع ہوا۔ اس سے پیدا ہوئی کاربن ڈائی آکسائڈ ماحولیات میں جمع ہونے لگا اور یہ سیکڑوں برس تک رہے گا۔ اس کی وجہ سے زمین کا درجہ حرارت بڑھ رہا ہے اور آب وہوا میں تبدیلی ہورہی ہے۔

انہوں نے کہا کہ امریکہ میں فی کس کاربن فٹ پرنٹ 16 ٹن، یوروپ میں 13 ٹن اور چین میں 12 ٹن ہے جبکہ ہندستان کا فی کس کاربن فٹ پرنٹ محض 1.9 ٹن ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کے باوجود ہم نے اپنی عالمی ذمہ داری سمجھتے ہوئے آب وہوا میں تبدیلی کو کم کرنے کے چار اقدامات کئے ہیں۔ ہم نے ہر برس 2040 تک اپنی قابل تجدید توانائی کے تناسب کو اپنی توانائی کے تنوع میں چالیس فیصد رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جاوڈیکر نے کہا کہ صرف دہلی میٹرو کی وجہ سے چار لاکھ گاڑیاں دہلی اور قومی راجدھانی علاقہ کی سڑکوں پر کم چل رہی ہیں۔ دہلی میٹرو کے 355 کلومیٹر کے نیٹورک میں روزانہ پچاس لاکھ لوگ سفر کررہے ہیں۔ بدرپور تھرمل پلانٹ بند کردیا گیا ہے۔ راجدھانی میں پیٹ کوک کے استعمال پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ اینٹ بھٹوں کو جگ جیگ تکنالوجی پر منتقل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ 28 صنعتوں کو پی این جی پر مبنی بنایا گیا ہے۔ دہلی کی آلودگی کے لئے یہاں جغرافیائی صورتحال کو خاص طور پر ذمہ دار قرار دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سندھو۔ گنگا کے میدان میں بہنے والی ندیوں کی وجہ سے ہوا میں نمی کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ ہمالیہ سے بھی نمی آتی ہے، اس کے ساتھ جب ہوا کی رفتار سست ہوتی ہے تو ہوا میں آلودگی کے ذرات ٹکے رہ جاتے ہے۔ اس کے علاوہ یہاں کی مٹی ایسی ہے کہ دھول زیادہ اڑتی ہے۔ ماحولیات کے وزیر نے کہا کہ جغرافیائی صورتحال کے علاوہ صنعتوں اور گاڑیوں سے ہونے والے خراج، دھول اور نامیاتی مواد کا جلایا جانا بھی یہاں کی آلودگی کے لئے ذمہ دار ہے۔ اس لئے حکومت نے دہلی کی سرحد پر مشرقی اور مغربی کوریڈور کی تعمیر کی ہے۔ اس سے دہلی کے راستے دوسری ریاستوں میں جانے والے 60 ہزار ٹرکوں کو دہلی کی سرحد میں آنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ پڑوسی ریاستوں ہریانہ اور پنجاب میں پرالی جلانے سے کسانوں کو روکنے کے لئے پرالی کو جڑ سے نکالنے والی مشینیں تقسیم کی جارہی ہیں۔ اس مد میں مرکزی حکومت نے 1,100 کروڑ روپے کی مدد دی ہے۔ انہوں نے یقین دلایا کہ ملک کی دوسری ریاستوں میں جہاں بھی آلودگی کم کرنے کے لئے پیڑ پودے لگا کر "کاربن سنک" تیار کرنے کی ضرورت ہوگی مرکزی حکومت مالی مدد دے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہر شہر کے مسئلہ کی وجہ الگ ہے اور اس لئے ہر شہر کے لئے الگ الگ منصوبہ بنایا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اپریل 2020 سے پورے ملک میں بی ایس۔6 پیمانہ نافذ ہوجائے گا جس سے گاڑیوں سے ہونے والی آلودگی میں 80 فیصد کمی آئے گی۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

گوٹابایا نے دونوں بھائیوں کو عبوری کابینہ میں جگہ دی

سری لنکا کے صدر گوٹابایا راج پکشے نے جمعہ کو اپنے دونوں بھائیوں کو عبوری حکومت کی کابینہ میں جگہ دی۔ مسٹر گوٹابایا نے بڑے بھائی مہنداراج پکشے کو وزیراعظم، وزیر دفاع اور وزیر خزانہ مقرر کیا ہے جبکہ چمال راج پکشے کو کاروبار اور فوڈ سیکورٹی محکمہ کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ صدر راج پکشے نے حلف برداری تقریب کے دوران کہا تھا کہ عبوری حکومت ہے اور وزیر مملکت اگلے ہفتہ مقرر کئے جائیں گے۔ (یو این آئی)

ٹرمپ کی کشمیر اور افغانستان کے معاملے پر عمران سے گفتگو

پاکستان کے وزیراعظم عمران خان نے امریکہ کے صدر ڈونالڈ ٹرمپ کے ساتھ افغان امن عمل اور کشمیر مسئلے پر بات کی ہے۔ وزیراعظم کے دفتر کے مطابق مسٹر عمران خان نے جمعرات کے روز فون پر مسٹر ٹرمپ سے باہمی اور علاقائی امور پر تبادلہ خیال کیا۔ مسٹر خان نے افغانستان میں طالبان کی طرف سے دو مغربی یرغمالیوں کی رہائی 'مثبت قدم' قرار دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان دونوں یرغمالیوں کی محفوظ رہائی سے خوش ہے۔ (یو این آئی)

جاپان کے ناگویا میں جی-20 وزراء خارجہ کی میٹنگ

جاپانی شہر ناگویا جمعہ سے شروع ہو رہی جی-20 وزراء خارجہ کی دوروزہ میٹنگ کی میزبانی کر رہا ہے۔ اس میٹنگ میں آزاد تجارت اور عالمی حکمرانی کو فروغ دینے، پائیدار ترقی کے لئے ۲۰۳۰ء کے ایجنڈے کا نفاذ اور افریقہ کے ترقی پر تبادلہ خیال کریں گے۔ اس مذاکرات میں بیس ممالک کے گروپ کے اعلیٰ سفارتکاروں کے ساتھ ساتھ سپین، چلی، مصر، ہالینڈ، نیوزی لینڈ، سینیگال، تھائی لینڈ سنگاپور اور ویت نام بھی شامل ہوں گے۔ (یو این آئی)

گوگل کا سیاسی اشتہارات کے متعلق ضابطہ سخت کرنے کا فیصلہ

دنیا کے سب سے بڑے سرچ انجن گوگل اپنے پلیٹ فارم پر سیاسی اشتہارات کے لئے ضابطوں کو سخت بنا رہا ہے۔ گوگل نے ایک بیان جاری کر کے کہا کہ سیاسی اشتہارات پر بڑھتی فکرمندی اور مباحثوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اور جمہوری عمل میں ووٹروں کا مکمل اعتماد برقرار رکھنے کے لئے ہم ضابطوں میں کچھ تبدیلیاں کرنے جا رہے ہیں۔ ان تبدیلیوں سے ہم انٹرنیٹ، سیاسی اشتہارات اور انتخابی عمل میں لوگوں کے اعتماد کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ (یو این آئی)

آسٹریلیا میں ایک شخص کا باحجاب حاملہ مسلم خاتون پر بہیمانہ تشدد

آسٹریلیا میں اسلام فوبیا میں مبتلا ایک جنونی شخص نے حاملہ مسلم خاتون پر حملہ کر دیا اور بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنا کر زمین پر گرا دیا۔ بین الاقوامی خبر رساں ادارے کے مطابق آسٹریلیا کے ایک ریسٹورینٹ میں تین باحجاب خواتین بیٹھی ہوئی تھیں اور آپس میں گفتگو کر رہی تھیں کہ اچانک ایک شخص ان کی ٹیبل پر آ کر زور سے قہقہہ لگا کر حجاب اور مسلمانوں پر تنقید کرتا ہے۔ مذکورہ شخص کی جانب سے ہراساں کرنے کے باوجود تینوں خواتین مطمئن رہتی ہیں لیکن اچانک وہ شخص ان میں سے ایک خاتون کو زدوکوب کرتا ہے، گھونسوں اور لاتوں کی بارش کر دیتا ہے۔ حاملہ خاتون درد سے کراہتے ہوئے زمین پر گر جاتی ہیں۔ اس دوران وہاں موجود دو مرد خواتین کی مدد کو آ جاتے ہیں اور حملہ آور کو قابو میں کر کے پولیس کے حوالے کر دیتے ہیں۔ پولیس نے حملے کو اسلاموفوبک قرار دیتے ہوئے ۴۳/سالہ ملزم کیخلاف جسمانی تشدد اور نفرت آمیز رویے کی دفعات کے تحت مقدمہ درج کر لیا ہے۔ زخمی خاتون کو اسپتال لے جایا گیا جہاں ابتدائی طبی امداد کے بعد ۳۳/ہفتے کی حاملہ خاتون کو گھر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

واضح ہو کہ ادھر کچھ دنوں سے آسٹریلیا میں باحجاب مسلم خواتین پر حملوں میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے، خیال رہے کہ نیوزی لینڈ کی مساجد پر حملہ کر کے ۵۰/نمازیوں کو شہید کرنے والا شخص بھی آسٹریلوی شہری ہی تھا۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

سعودی عرب میں سرِراہ بیٹی پر تشدد کی ویڈیو وائرل، باپ گرفتار

سعودی عرب میں اسکول کے باہر اپنی بیٹی کو تشدد کا نشانہ بنانے والے ایک باپ کو پولیس نے حراست میں لے لیا۔ سعودی میڈیا کے مطابق سوشل میڈیا پر ایک دلخراش ویڈیو زیرگردش تھی جس میں ایک شخص کو اسکول کی طالبہ کو تشدد کا نشانہ بنا کر گاڑی میں بٹھاتے اور گھر لے جاتے دیکھا جا رہا ہے، جس پر صارفین نے پولیس سے مذکورہ شخص کو گرفتار کر کے سزا دلوانے کا مطالبہ کیا تھا۔ پولیس نے فوری طور پر کارروائی کرتے ہوئے مکہ سے مذکورہ شخص کو گرفتار کر لیا، یہ شخص طالبہ کا والد ہے اور بچی کو اسکول سے گھر لے جانے کے لیے آیا تھا۔ مقدمہ درج کر کے شہری سے تفتیش کا عمل جاری ہے جب کہ سماجی بہبود کی وزارت کو متاثرہ بچی کی دیکھ بھال کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ (نیوز ایکسپریس)

اسرائیلی سیاسی بحران: نیتن یاہو پر بدعنوانی کی فردِ جرم عائد

اسرائیلی اٹارنی جنرل نے عبوری وزیراعظم بینجمن نیتن یاہو پر بدعنوانی، رشوت لینے اور اعتماد شکنی کی فرد جرم عائد کر دی ہے۔ اٹارنی جنرل ماندل بلیت نے واضح کیا کہ نیتن یاہو کے خلاف موجود قانونی شہادتیں کافی مضبوط ہیں۔ ان کے مطابق قانون کی دنیا میں سیاست نہیں بلکہ اس میں حقائق اور شواہد اہم ہوتے ہیں۔

جبکہ دوسری طرف بینجمن نیتن یاہو نے کہا کہ انہوں نے کوئی غلط کام نہیں کیا اور اُن کا ضمیر مطمئن ہے۔ انہوں نے ان الزامات کو سیاسی سازش قرار دیا۔ اسرائیل میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ منصب پر فائز کسی وزیراعظم پر کرپشن کے الزامات عائد کیے گئے ہیں۔ (ڈوئچے ویلے)

بزنس روزگار و کیریئر

کیا آج کل کے نوجوان جسمانی طور پر سست ہو گئے ہیں؟

ایک تازہ رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ آج کل کے نوجوانوں میں جسمانی ورزش کا رجحان کافی کم ہو گیا ہے، جس سے مستقبل میں ان کی صحت کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ دنیا بھر میں ٹین ایجرز (تیرہ سے بیس سال کے نوجوان) مناسب مقدار میں جسمانی ورزش نہیں کر رہے۔ یہ انکشاف ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (WHO) کی جمعہ ۲۲/نومبر کو جاری کردہ ایک تازہ رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق گیارہ سے سترہ برس کی درمیانی عمر کے اکیاسی فیصد لڑکے اور لڑکیاں یومیہ بنیادوں پر ایک گھنٹے سے کم ورزش کرتے ہیں۔ اس سے مستقبل میں ان کی صحت کو خطرات لاحق ہیں۔ عالمی ادارہ صحت کی اس رپورٹ کی مصنفہ فیونا بل کا کہنا ہے، ''ہر پانچ میں سے چار جوان لڑکے یا لڑکیاں باقاعدگی سے کی جانے والی ورزش کے جسمانی، نفسیاتی اور سماجی فوائد سے مستفید نہیں ہو پاتے۔'' ٹین ایجرز میں جسمانی ورزش کے رجحانات کا جائزہ لینے کے لیے مرتب کی گئی یہ رپورٹ اپنی طرز کی اولین رپورٹ ہے۔ رپورٹ 146 ممالک میں 1.6 ملین طلبہ کے ڈیٹا پر مرتب کی گئی ہے۔ ورزش قلب اور ذہنی صحت وغیرہ کے لیے اہم ہے۔ رپورٹ ''لانسیٹ چائلڈ اینڈ ایڈولسینٹ ہیلتھ'' نامی جریدے میں شائع ہوئی ہے۔ اس رپورٹ میں ٹین ایجرز میں ورزش کے گھٹتے ہوئے رجحان کی کوئی باقاعدہ وجہ بیان نہیں کی گئی ہے لیکن رپورٹ کی ایک اور شریک مصنفہ ڈبلیو ایچ او سے ہی وابستہ لیا نے ریلی کا ماننا ہے کہ آج کے ڈیجیٹل دور میں زیادہ تر نوجوان الیکٹرانک آلات پر وقت صرف کرتے ہیں۔ ان کے بقول الیکٹرانک یا ڈیجیٹل انقلاب کے نتیجے میں بظاہر ایسا دکھتا ہے کہ کم عمر افراد میں جسمانی حرکت کی عادات تبدیل ہوئی ہیں اور وہ زیادہ تر بیٹھنے اور کم پیدل چلنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق جسمانی ورزش کے لیے موزوں بنیادی ڈھانچے کی کمی اور سلامتی کی صورتحال سے متعلق خدشات بھی اس کے اسباب ہو سکتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق اوسط آمدنی کے البتہ اس رجحان پر کوئی خاص اثرات مرتب نہیں ہوتے۔ یومیہ ایک گھنٹے کی جسمانی ورزش کا ہدف پورا کرنے والوں کا تناسب جنوبی کوریا میں سب سے زیادہ چورانوے فیصد جبکہ بنگلہ دیش میں سب سے کم چھیاسٹھ فیصد رہا۔ اس مطالعے میں یہ بھی سامنے آیا کہ دنیا بھر میں پچاسی فیصد لڑکیاں جسمانی ورزش پر مطلوبہ وقت صرف کرنے میں ناکام رہیں جبکہ لڑکوں میں یہ شرح ۷۸/فیصد رہی۔ عموماً امیر مغربی ملکوں میں لڑکے اور جنوبی ایشیائی ممالک میں لڑکیاں زیادہ ورزش کرتے ہیں۔ بنگلہ دیش اور بھارت میں لڑکیوں کی جانب سے نامناسب جسمانی ورزش کی ایک بڑی وجہ ان پر گھریلو کاموں کا بوجھ بھی ہے۔ (ڈوئچے ویلے جرمنی)

جے این یو معاملہ پر راجیہ سبھا میں شدید احتجاج۔ پولس لاٹھی چارج کی شدید مذمت

جواہر لال نہرو یونیورسٹی (جے این یو) کے احتجاجی مظاہرہ کرنے والے طلبہ پر ہوئے پولس لاٹھی چارج کے معاملے میں جمعہ کے روز راجیہ سبھا میں حکمراں جماعت بھارتیہ جنتا پارٹی اور اپوزیشن کے اراکین پارلیمنٹ نے شوروغل کیا۔ مارکسی کمیونسٹ پارٹی کے کے راگیش نے وقفہ صفر کے دوران جے این یو کے طلبہ پر لاٹھی چارج کیے جانے کا مسئلہ اٹھاتے ہوئے اس معاملے کی عدالتی جانچ کرانے کی مانگ کی۔ انہوں نے کہا کہ پرامن احتجاج کرنا طلبہ کا حق ہے۔ جے این یو میں غیر اعلانیہ ایمرجنسی نافذ ہے۔ راگیش نے کہا کہ پارلیمنٹ مارچ کرتے وقت طلبہ پر لاٹھی چارج کیا گیا اور ان کے رہنماؤں کو حراست میں لیا گیا۔ واضح رہے کہ جے این یو کے طلبہ ہاسٹل اور دیگر فیس بڑھانے کے خلاف گزشتہ کچھ عرصے سے احتجاجی مظاہرے کر رہے ہیں۔ (ملت ٹائمز)

بہار میں اردو مترجم کے ۱۵۰۰/عہدوں پر بحالی کیلئے درخواست مطلوب، ۴/دسمبر آخری تاریخ

بہار اسٹاف سلیکشن کمیشن نے راج بھاشا سہائک (اردو)، اردو مترجم، معاون اردو مترجم کے عہدوں پر بحالی کیلئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ امیدوار ۴/دسمبر ۲۰۱۹ء کے قبل مقررہ خاکہ کے توسط سے عہدوں پر درخواست دے سکتے ہیں۔ بہار اسٹاف سلیکشن کمیشن کے تحت کل ۱۵۰۵/خالی عہدوں کیلئے نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے۔ ان میں سے ۱۲۹۴/عہدے معاون اردو مترجم، ۲۰۲/عہدے اردو مترجم اور ۹/راج بھاشا سہائک (اردو) کے لیے ہیں۔ معاون اردو مترجم کیلئے کم از کم تعلیمی لیاقت کسی بھی تسلیم شدہ بورڈ یونیورسیٹی سے اردو سبجکٹ میں کم سے کم سو نمبرات کے ساتھ انٹرمیڈیٹ یا مساوی۔ اردو مترجم کیلئے کسی بھی تسلیم شدہ یونیورسیٹی سے اردو سبجکٹ کے ساتھ گریجویشن یا مساوی اور راج بھاشا سہائک کیلئے کم از کم تعلیمی لیاقت کسی بھی تسلیم شدہ یونیورسیٹی سے اردو سبجکٹ کے ساتھ گریجویٹ اردو میں پوسٹ گریجویٹ یا مساوی ڈگری ہونا لازمی ہے۔ امیدواروں کی عمر حد یکم اکتوبر ۲۰۱۹ء کی بنیاد پر مقرر کی جائے گی۔ راج بھاشا سہائک (اردو) اور اردو مترجم کے لئے کم از کم عمر کی حد ۲۱/سال ہے۔ وہیں معاون اردو مترجم کیلئے کم از کم عمر ۱۸/سال ہے جبکہ زیادہ سے عمر جنرل طبقہ (مرد) کیلئے ۳۷/سال، جنرل طبقہ (خاتون) کیلئے چالیس سال، پسماندہ طبقہ وانتہائی پسماندہ طبقہ (مرد خاتون) کیلئے چالیس سال اور درج فہرست ذات درج فہرست قبائل (مرد خواتین) کیلئے ۴۲/سال ہے۔ آن لائن رجسٹریشن اور امتحان فیس جمع کرنے کی تاریخ ۵/نومبر ۲۰۱۹ء سے ۳۰/نومبر ۲۰۱۹ء ہے۔ جبکہ آن لائن درخواست داخل کرنے کی تاریخ ۵/نومبر ۲۰۱۹ء سے ۴/دسمبر ۲۰۱۹ء ہے۔ مزید تفصیلات معلوم کرنے کے لئے بہار اسٹاف سلیکشن کمیشن کی آفیشیل ویب سائٹ www.bssc.bih.nic.in دیکھیں۔

وزیراعظم مودی نے ۳/سال کے غیر ملکی دورہ میں چارٹرڈ فلائٹ پر ۲۵۵/کروڑ روپے کیے خرچ

وزیراعظم نریندر مودی کے تین سال کے بیرون ملکی دورہ کے لیے چارٹرڈ فلائٹ پر ۲۵۵/کروڑ روپے خرچ کیے گئے ہیں۔ راجیہ سبھا میں دیے گئے تحریری جواب میں وزارت خارجہ کی جانب سے یہ بات کہی گئی ہے۔ وزیر مملکت برائے خارجہ نے ایوان کو بتایا کہ 17-2016 میں پی ایم مودی کے بیرون ملکی دورہ کے لیے بک کی گئیں چارٹرڈ پروازوں پر 7.27 کروڑ روپے خرچ کیے گئے۔ سال 18-2017 میں اس پر 99.32 کروڑ روپے خرچ کیے گئے تھے۔ (ملت ٹائمز)

طب و سائنس

ماں کے دودھ کے فوائد

ڈاکٹر محامد عبدالحئی (انگریزی سے ترجمہ: محمد عادل فریدی)

دنیا میں آنے کے بعد ماں کا دودھ بچے کی پہلی غذا بنتا ہے، ہر بچے کا حق اور ہر ماں کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچے کو دودھ پلائے، حالانکہ اسلام میں بچے کی غذائی ضرورتوں کو پورا کرنے کی ذمہ داری باپ پر ڈالی گئی ہے، اس لیے اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ اگر ماں بچے کو دودھ پلانے کو راضی نہ ہو یا اس کو دودھ نہ آتا ہو تو باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے لیے کسی دودھ پلانے والی کا انتظام کرے اور اس کو دودھ پلانے کی اجرت دے، اگر بچے کو پیدا کرنے والی ماں بھی اس کو دودھ پلانے کے بدلے میں کوئی اجرت مانگے تو بچے کے باپ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کو دودھ پلانے کی اجرت دے۔ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی بچپن میں ایک دودھ پلانے والی (حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا) کو مقرر کیا گیا تھا۔

قرآن کریم میں دودھ پلانے کے سلسلہ میں واضح ہدایت موجود ہے کہ اگر مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلائیں تو پورے دوسال تک پلائیں۔

:﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ج لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ج لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ ج وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ (سورۃ البقرۃ: ۲۳۳)

ترجمہ: ''اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں، یہ اس کے لیے ہے جو دودھ کی مدت کو پورا کرنا چاہے، اور باپ پر دودھ پلانے والیوں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق ہے، کسی کو تکلیف نہ دی جائے مگر اسی قدر کہ اس کی طاقت ہو، نہ ماں کو اس کے بچہ کی وجہ سے تکلیف دی جائے اور نہ باپ ہی کو اس کی اولاد کی وجہ سے، اور وارث پر بھی ویسا ہی نان نفقہ ہے، پھر اگر دونوں اپنی رضامندی اور مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے، اور اگر کسی اور سے اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہو تو اس میں بھی تم پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ تم دے دو جو دستور کے مطابق تم نے دینا ٹھہرایا ہے، اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ جو تم کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھتا ہے۔''

طبی تحقیقات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ماں کا دودھ بچے کے لیے سب سے زیادہ مفید اور ضروری غذا ہے، دودھ پلانے کے دو بنیادی فائدے ہیں: (ا) غذائی ضرورتوں کا پورا ہونا (۲) نفسیاتی اثرات

۱۔ غذائی ضرورت کا پورا ہونا:۔

(الف) اس کے اندر لیکٹوز (قند شیر؛ وہ شکر جو دودھ میں پائی جاتی ہے۔) کی وافر مقدار موجود ہوتی ہے، اور یہ کاربوہائیڈریٹ کا بہترین ذریعہ ہے۔ (ب) اس کے اندر جو پروٹین ہوتی ہے وہ گائے کے دودھ یا دیگر غذاؤں سے حاصل ہونے والی پروٹین کے مقابلہ میں بہت ہی آسانی سے ہضم ہو جاتی ہے۔ (ج) جو بچے ماں کا دودھ پیتے ہیں ان کا پاخانہ ان بچوں کے مقابلہ میں جن کو گائے کا دودھ پلایا جاتا ہے، کم بدبودار ہوتا ہے اور اس میں نمکیات زیادہ ہوتی ہے۔ (د) دودھ پلانے والی ماؤں کے دودھ کے مشتملات وقت کے ساتھ ساتھ اور دودھ پلانے کی مدت میں بدلتے رہتے ہیں (یعنی بچے کی ضرورت کے اعتبار سے اس میں پروٹین، وٹامنز، کاربوہائڈریٹ وغیرہ کی مقدار میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔)

(ہ) **مدت رضاعت** کی آخری ایام میں نکلنے والے دودھ کے اندر مدت رضاعت کے ابتدائی ایام میں نکلنے والے دودھ کے مقابلہ میں فیٹ (چربی) کی زیادہ مقدار ہوتی ہے، کیوں کہ عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ شیر خوار کو چربی کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔

۲۔ جذباتی اور نفسیاتی اثرات:۔

جو مائیں اپنے بچوں کو اپنا دودھ پلاتی ہیں ان کو اپنے بچے سے ان ماؤں کے مقابلہ میں زیادہ نفسیاتی وجذباتی لگاؤ ہوتا ہے ان ماؤں کے مقابلہ میں جو اپنے بچوں کو اپنا دودھ نہیں پلاتی ہیں، اسی طرح اپنی ماؤں کے پستان سے دودھ پینے والے بچے بھی اپنی ماؤں سے زیادہ مانوس ہوتے ہیں، بمقابلہ ان بچوں کے جن کی پرورش گائے کے دودھ یا ڈبے کے دودھ پر ہوتی ہے۔ بہت سی ماؤں نے اپنے تجربات بتائے ہیں کہ اپنے بچے کو دودھ پلانا ان کی زندگی کا سب سے خاص تجربہ تھا اور یہ مدت ان کی زندگی کے حسین ترین لمحات میں سے تھی، اور اس درمیان انہوں نے اپنے بچے کے ساتھ زیادہ قربت اور جذباتی تعلق کو محسوس کیا۔

ماں کے لیے بچے کو دودھ پلانے کا فائدہ :

دنیا کے تمام ملکوں میں ماں کا دودھ دوسری تمام غذاؤں کے مقابلہ میں بچے کے لیے سب سے آسانی سے فراہم ہونے والی اور سب سے زیادہ سستی غذا ہے۔ دودھ پلانے کے تعلق سے سائنسدانوں کا نظریہ: مشہور امریکی ماہر امراض اطفال اور کئی کتابوں کے مصنف ڈاکٹر ولیم سیئرز اپنی کتاب 'دی ڈسپلن بک' میں لکھتے ہیں: ''ہم دیکھتے ہیں کہ جن بچوں کا دودھ بہت جلدی چھڑا دیا جاتا ہے، ان میں ایسی بیماریاں دیکھنے کو ملتی ہیں جن کو ہم قبل از وقت دودھ چھڑانے کے نتیجے میں پیدا ہوئی بیماریوں کے نام سے جانتے ہیں مثلاً جارحیت، غصہ، جارحانہ مزاج وغیرہ، ماں کے دودھ سے بچے کے جارحانہ مزاج میں کمی آتی ہے اور اس کے رویہ کو متوازن رکھنے میں مدد ملتی ہے۔'' ابھی حال میں ہی ایک برطانوی میڈیکل جرنل لینسل (شمارہ ۳۵۷، ۱۰ر فروری ۲۰۰۱ء، صفحہ ۴۱۳-۴۱۹) میں چھپے ایک مضمون میں یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ ہائی بلڈ پریشر کو کنٹرول میں رکھنے کے لیے بچے کو ماں کا دودھ پلانا بہت مفید ہے۔

دودھ پلانے کی مثالی مدت: ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (عالمی ادارۂ صحت) نے ''کمپلیمنٹری فیڈنگ'' (دودھ پلانے کی مدت کی تکمیل) کے عنوان پر ۲۰۰۱ء میں ایک کانفرنس کا انعقاد کیا تھا۔ اس کانفرنس میں مندرجہ ذیل نتائج سامنے آئے تھے۔ ''بچے کی زندگی کے ابتدائی دوسال بہت ہی اہم ہیں، جس کے دوران اس کی صحت مند نشوونما اور افزائش کی بنیاد پڑتی ہے، اس مدت میں شیر خوار بچے کو ماں کا دودھ پلانے سے اس کی ہر طرح سے حفاظت ہوتی ہے'' اس کانفرنس کے نتیجے میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ دودھ پلانے کی مثالی مدت دوسال ہے۔ کیوں کہ اس مدت میں شیر خوار بچے کو اپنے مدافعتی نظام کے فروغ کے لیے فوری طور پر ایک محفوظ جسم کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ ضرورت ماں کے دودھ سے بہتر کسی اور چیز سے پوری نہیں ہوسکتی۔

ہفتۂ رفتہ

محمد عادل فریدی

بابری مسجد کے فیصلہ میں سپریم کورٹ کے مبینہ تضادات

جناب محمد عرفان الحق سکریٹری امارت شرعیہ راور کیلا اڈیشہ نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ بابری مسجد قضیہ میں سپریم کورٹ نے جو فیصلہ دیا اس کو ملک کے عام باشندوں نے گرچہ احتراماً قبول کیا اور ملک میں امن و امان کی فضا بنائے رکھا، لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فیصلہ میں بہت سے ایسے مبینہ تضادات ہیں جن سے فیصلے کے نقائص ظاہر ہوتے ہیں، ان کمیوں کو دور کرنے کے لئے اگر مسلم فریق اس فیصلہ پر نظر ثانی کی درخواست دائر کر رہا ہے تو اس کو بھی عدالتی فیصلہ کا ہی حصہ تسلیم کرنا چاہئے، کیونکہ اس فیصلہ پر ملک کے چند ماہرین قانون داں و وکلا نے بھی عدم اطمینان کا اظہار کیا کہ مسلمانوں نے حقیت کا مقدمہ دائر کیا تھا اس کے عوض انہیں دوسری زمین نہیں چاہئے اس لئے کہ مسجد خدا کی ملک ہے جس کو بیچا نہیں جا سکتا نہ تحفہ میں دی جا سکتی ہے، اور نہ ہی کسی سمجھوتہ کے کے تحت کسی کو منتقل کی جا سکتی ہے، اس لئے اس سلسلہ میں کسی غلط فہمی کے شکار ہوئے بغیر ہم سب کو مسلم قیادت پر اعتماد کرتے ہوئے انہیں بھرپور تعاون کرنا چاہئے۔

شیوسینا سربراہ ادھوٹھاکرے کے نام پر وزیر اعلی کے لیے اتفاق: شرد پوار کا اعلان

مہاراشٹر میں وزیر اعلی کے عہدہ کے لیے شیوسینا سربراہ ادھوٹھاکرے کے نام پر اتفاق ہو گیا ہے اس کا اعلان این سی پی سربراہ شرد پوار نے کیا ہے، شرد پوار نے تینوں پارٹیوں کی میٹنگ کے بعد صحافیوں کو مطلع کیا کہ شیوسینا کے ۵۹ر سالہ سربراہ ادھوٹھاکرے کانگریس، این سی پی اور شیوسینا کے اتحاد کی قیادت کریں گے۔ اور ریاست میں آئندہ سرکار بنانے کے لیے دعویٰ پیش کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کا پالیسی اور پروگرام کے تحت چلائی جائے گی اس کے بارے میں تفصیل بعد میں پیش کر دی جائے گی۔ جنوبی ممبئی کے نہرو سینٹر میں جاری ایک مشترکہ میٹنگ کے بعد اس قسم کا اعلان سامنے آیا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ دو گھنٹے طویل میٹنگ میں ادھو کے نام پر اتفاق ہوا، ادھو کے نام پر کوئی اعتراض نہیں اٹھا اور وزیر اعلی کے لیے ان کا نام پیش کر دیا گیا۔ اس موقع پر ادھوٹھاکرے نے کہا کہ اس درمیان طویل گفتگو ہوئی اور تبادلہ کے بعد ہر ایک موضوع پر اتفاق رائے ہوا ہے شیوسینا، این سی پی اور کانگریس کے مشترکہ اتحاد کا نام مہاراشٹر وکاس اگھاڑی (ایم وی اے) تجویز کیا گیا ہے۔ این سی پی کے ترجمان نواب ملک نے کہا کہ پریس کانفرنس کے بعد حکومت بنانے کے لیے دعویٰ پیش کیا جائے گا۔ (یو این آئی)

خاتون کی سمجھداری کی وجہ سے بمبئی ہائی کوٹ نے خارج کیا تین طلاق کا مقدمہ

مہاراشٹرا کے اورنگ آباد میں ایک نوجوان کے خلاف اورنگ آباد شہر کے پہلے درج شدہ تین طلاق کے مقدمہ کو جمعہ کو بامبے ہائی کورٹ کی اورنگ آباد بینچ نے خارج کر دیا اور لڑکے کے خلاف اس وقت کسی بھی طرح کی کارروائی نہ کیے جانے کا حکم جاری کیا، جب شکایت کنندہ خاتون نے نوجوان کے خلاف ایک نشست میں تین طلاق دیے جانے کی شکایت درج کیے جانے کے بعد خود قاضی کے پاس جا کر خلع حاصل کیا اور نوجوان سے ساڑھے چار لاکھ روپیہ معاوضہ حاصل کرنے کے بعد عدالت سے درخواست کی کہ دونوں کے درمیان مصالحت ہو چکی ہے، لہذا اب وہ لڑکے کے خلاف کسی بھی قسم کی مقدمہ بازی نہیں کرنا چاہتی ہیں۔ اورنگ آباد شہر کے جنسی پولیس اسٹیشن میں ملزم شیخ سلمان کے خلاف تعزیرات ہند کی دفعہ ۵۰۴ر اور مسلم وومن (پروٹیکشن آف رائٹس آن میرتج) ایکٹ ۲۰۱۹ء کے تحت مقدمہ قائم کیا تھا۔ اس قانون کے تحت درج ہونے والا یہ اورنگ آباد کا پہلا مقدمہ تھا جس کی تشہیر قومی سطح پر بھی ہوئی تھی۔ موصولہ اطلاعات کے مطابق اورنگ آباد کے کٹ کٹ گیٹ نامی علاقہ کے نہرو نگر میں مقیم ۱۹ر سالہ دوشیزہ زینت بیگم کی بی ایس سی میں زیر تعلیم شیخ سلمان نامی نوجوان سے شادی ہوئی تھی۔ شادی کے چودہ ماہ بعد محض ۲۳ر دنوں تک سسرال میں قیام کرنے کے بعد دونوں کے درمیان نااتفاقی پیدا ہوگئی تھی جس کے سبب دونوں نے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اطلاعات کے مطابق نارے گاؤں راجندر نگر نامی علاقہ میں رہائش پذیر نوجوان پر الزام تھا کہ اس نے ۱۳ر اگست ۲۰۱۹ء کو اپنی اہلیہ کو ایک نشست میں تین طلاق دے دیا تھا جس کے بعد لڑکی نے پولس میں شکایت درج کرائی تھی۔ مقامی پولس اسٹیشن نے دوشیزہ کی شکایت پر نوجوان کے خلاف ایف آئی آر درج کیا تھا جس کے خلاف نوجوان نے سیشن عدالت سے گرفتاری سے پہلے ہی ضمانت حاصل کی تھی۔ نوجوان شیخ سلمان نے سیشن عدالت سے راحت حاصل کرنے کے بعد ممبئی ہائی کورٹ کی اورنگ آباد بینچ کے روبرو ایک عرضداشت داخل کر کے اس کے خلاف داخل کردہ ایف آئی آر کو خارج کیے جانے کا مطالبہ کیا تھا۔ اسی درمیان زینت بیگم نے قاضی کے پاس جا کر خلع حاصل کر لیا تھا۔ خلع حاصل کرنے کے بعد دونوں میاں بیوی میں مصالحت ہوئی اور نوجوان نے اپنی سابقہ بیوی کو ساڑھے چار لاکھ روپیہ معاوضہ بھی دیا جس کے بعد زینت بیگم نے ممبئی ہائی کورٹ میں ایک حلف نامہ داخل کیا اور اس بات کا اعتراف کیا کہ ملزم نوجوان نے اسے ساڑھے چار لاکھ روپیہ معاوضہ دیا ہے اور اب دونوں کے درمیان مفاہمت ہو چکی ہے لہذا مقدمہ کو خارج کیا جائے۔ بامبے ہائی کورٹ کی جسٹس ٹی وی نلاوڑے اور جسٹس ایس این گوانے پر مشتمل دو رکنی بینچ نے خاتون کی جانب سے داخل کردہ حلف نامہ کی بنیاد پر اور مصالحت نامہ کا مطالبہ کرنے کے بعد مقدمہ کو خارج کیے جانے کا حکم دیا۔ (ملت ٹائمز)

سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد

مولانا محمد شاہنواز قاسمی سمستی پوری

ہم مسلمانوں کا صرف عقیدہ ہی نہیں، بلکہ اس پر ایمان ہے کہ یہ نیلگوں گگن، فلک بوس پربت، سرسبز وشاداب چمن ،لہلہاتی وادیاں، خوبصورت باغات، مسکراتی کلیاں، گنگناتی فضاء، عندلیبوں کی صدا، بلبلوں کی نداء، چاند تارے، رات کی تاریکی میں آسمانی چادر پر جھلملاتے ستارے، دن رعنائیوں میں روشن آفتاب، پھولوں کی مہک، پرندوں کی چہک، حسین وادیوں میں گرتے آبشاروں کا دل کش منظر، ساحلوں وجزیروں کا سحر انگیز اثر، ہمہ گیر نعمتیں، جنت کی بہاریں، ہوش ربا ہوائیں، جہنم کے خوفناک نظارے، غرض کہ کائنات کی تمام چیزیں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقۂ طفیل میں وجود پذیر ہوئیں، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

کتاب فطرت کے سرورق پر جو نام احمد رقم نہ ہوتا ☆☆☆ یہ نقش ہستی ابھر نہ سکتی وجود لوح وقلم نہ ہوتا
یہ محفل کن فکاں نہ ہوتا، جو وہ امام الامم نہ ہوتا ☆☆☆ زمیں نہ ہوتی فلک نہ ہوتا، عرب نہ ہوتا، عجم نہ ہوتا

یہ ربیع الاول کا مہینہ چل رہا ہے، اسی مہینہ میں مکۃ المکرمہ کی بنجر وبے آب وگیاہ زمین سے کس کے بارے میں حفیظ جالندھری مرحوم نے بڑی عقیدت کے ساتھ کہا تھا۔

نہ اس میں گھاس اگتی ہے، نہ اس میں پھول کھلتے ہیں ☆☆☆ مگر اس سرزمین سے آسماں بھی، جھک کے ملتے ہیں

ایک ایسا معلم انقلاب، مردم گر، تاریخ ساز، ہادی وراہ نما اور ہمہ گیر خوبیوں کا مالک، انسانیت کو راہ راست پر لانے والا، اخلاق کا پیکر مبعوث ہوا، جس نے مختصر عرصہ میں اس پورے کرہ ارض کو عدل وانصاف، اخلاق ومروت، شجاعت وبسالت وفا وخلوص، ایثار وغمگساری، شرافت وہمدردی، صبر وتوکل، شکر واحسان، کردار وعمل اور ہر طرح کی صفات حمیدہ سے مالا مال کردیا، اور تمرد وسرکشی، بغاوت وعداوت، جور واستبداد اور ہر طرح کی مبغوض صفات کو انسانیت کے دامن سے کھرچ کھرچ کر صاف کر ڈالا۔ یہی وہ مہینہ ہے جس کے دامن میں سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی سعادت بھی آتی ہے اور اس دار فانی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کا غم بھی۔

'ربیع' بہار کو کہتے ہیں، بلاشبہ کائنات کی تاریک میں انسانیت کے خزاں رسیدہ چمن کے لیے آقاء نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے بڑھ کر کوئی بہار نو نہیں آئی۔ زکی کیفی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا نقشہ کچھ اس طرح کھینچا ہے۔

پردے اٹھے نگاہ سے ہر شئی نکھر گئی — تنویر صبح رات کے رخ پر بکھر گئی
دشت وجبل سے نور کے کوندے لپک پڑے — کلیوں کے جام پھولوں کے ساغر چھلک پڑے
برگ وشجر نہال ہوئے، جھومنے لگے — آپس میں ایک ایک کا منہ چومنے لگے
کرنوں کا رقص ہونے لگا برگ وبار پر — فردوس عکس ریز ہے ہر لالہ زار پر
تاریکیوں کا نام مٹا کر جہان سے — آئی صدا کہ سرور کونین آگئے
پرنور کعبہ اور بھی پرنور ہو گیا — بطحا تمام جلوہ گہ طور ہو گیا
پائی جھلک جو ساقئ کوثر کے نور کی — زمزم سے موج اٹھی شراب طہور کی
اہل ستم کا رنگ اڑا، زرد ہو گئے — آتش کدوں کی سانس رکی، سرد ہو گئے
بزم جہاں میں آج یہ کس کا ورود ہے — جبرئیل کے لبوں پر مسلسل درود ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے ظلم وستم کرنے والی تلواریں کند ہوگئیں، صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی، مے خوار اور شراب میں مدہوش رہنے والے لوگ خود جام وسبو توڑنے لگے، دولت وآسائش کے پجاریوں نے فقر ودرویشی کی زندگی اختیار کرلی، جبر واستبداد کے خوگروں نے نظام عدالت کا پرچم بلند کرنا شروع کردیا، اور وہ ہنستے مسکراتے ہوئے اپنی متاع حیات اپنے نصب العین کے قدموں میں نچھاور کر گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل دنیائے انسانیت بالعموم اور جزیرہ نمائے عرب بالخصوص فتنہ وفساد اور بدامنی کی آماجگاہ بنا ہوا تھا، کہیں دولت واقتدار کی جنگ تھی تو کہیں خاندانی ونسلی برتری کا تصادم، کہیں خواہشات کی تکمیل کے جھگڑے تھے تو کہیں جھوٹی انا کے معرکے، پورے کرۂ ارض پر "ارباب من دون اللہ" کی عبادت و پرستش کا جال پھیلا ہوا تھا، کہیں بتوں کی پرستش تھی تو کہیں قوم ونسل کی، کہیں ہوا وہوس کی اور کہیں بادشاہ وسلاطین کی، انسان اپنی زندگی کا مقصد فراموش کر چکا تھا، ایسے پر آشوب ماحول میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد، زمانے کی ضرورت تھی، علامہ ماہر القادری کہتے ہیں۔

وہ آئے جن کے آنے کی زمانہ کو ضرورت تھی ☆☆☆ وہ آئے جن کی آمد کے لیے بے چین فطرت تھی
وہ آئے جن کی خاطر مضطرب تھی وادی بطحا ☆☆☆ وہ آئے جن کے سجدوں کے لیے کعبہ ترستا تھا

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے دم توڑتی اونگھتی انسانیت کو حیات جاودانی ملی، بے معنی زندگی با معنی ہوگئی، جہالت تاریکی سے نکل کر علم ومعرفت کی روشنی سے آشنا ہوئی، خواہش پرست اشخاص خدا پرست اور حق پرست بن گئے، جاہلیت کی شہ رگ کٹ گئی، اور اس کا طلسم پاش پاش ہوگیا، سرکش اور ضدی لوگ خدائی طاقت کے سامنے مجبور ہوکر زندگی کی ایک شاہراہ پر گامزن ہوئے، تاریخ میں انسانیت کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا، انسانوں کو ان کی حقیقی قدر ومنزلت سے آگاہی ہوئی، اونچ نیچ کے فاصلے ختم ہوئے، طبقاتی حد بندیوں کی جڑیں اکھڑ گئیں اور ساری انسانیت کو یہ پیغام ملا "الناس کلھم اخوۃ" کہ تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں، انسان بحیثیت انسان برابر ہے۔ سرور کونین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اہل ایمان کے لیے سرچشمۂ ہدایت بھی ہے اور مرکزی عشق ومحبت بھی۔

نگاہ عشق ومستی میں وہی اول وہی آخر ☆☆☆ وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

یہی وجہ ہے کہ ایک مومن کا دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے چراغ سے ہمیشہ روشن رہتا ہے، اور اس کا باغ آرزو عقیدت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبوؤں سے مہکتا اور لہلہاتا ہے، آپ کی یاد سے مسلمانوں کے دلوں کی کلیاں کھلتیں مسکراتیں اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شادابی سے ان کے دل کی دنیا سرسبز وشاداب اور آباد رہتی ہے، انہی کے تذکرہ میں اور انہی کی محبت کی لذت وسرور میں وہ زندگی بسر کرنا چاہتا ہے، آپ کی امت کا ایک گنہگار سے گنہگار بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہونے کو سعادت سمجھتا ہے۔ چونکہ آپ کی ولادت باسعادت اسی مہینہ میں ہوئی اس لیے یہ مہینہ اپنا ایک خاص مقام رکھتا ہے، لیکن ایک سوال ہے کہ اس ماہ مبارک میں ہمارے مچلتے جذبات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے معمور احساسات کے اظہار کا کیا طریقہ ہو، تو اس کا جواب ہے کہ محبت کے اظہار کا سب سے بہتر طریقہ ہے کہ آپ کے اقوال واحکام پر عمل کیا جائے اور آپ کی سنت کی پیروی کی جائے، نہ کہ جلوس وچراغاں اور رقص وسرود کی مجلس سجائی جائے۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۲۷/۲۴۳۸/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ دملہ، مدھوبنی)

راضیہ خاتو ن بنت محمد عابد خان مقام وپوسٹ نیا گاؤں، تھانہ ریام، ضلع دربھنگہ۔ فریق اول

بنام

عقیل خان ولد اسلام خان مقام وپوسٹ نیا گاؤں، تھانہ ریام، ضلع دربھنگہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول راضیہ خاتون بنت محمد عابد خان نے آپ فریق دوم عقیل خان ولد اسلام خان کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ دملہ مدھوبنیمیں عرصہ ۹/سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں اپنی موجودگی کی اطلاع دار القضاء امارت شرعیہ دملہ مدھوبنی کو دیں اور مورخہ ۲۶/ربیع الآخر ۴۱ھ مطابق ۲۴/دسمبر ۲۰۱۹ء روز منگل کو دار القضاء امارت شرعیہ دملہ مدھوبنی میں خود مع گواہان بوقت ۹/بجے دن حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲۵۲/۱۶/۲۳۷/۱۴۴۰ھ

(متدائرہ مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ)

امیر جہاں بنت محمد ابو الخیر مقام کوئیری بگہا، ڈاکخانہ عبدہ چک، ضلع نالندہ ۔ فریق اول

بنام

محمد شاہنواز عالم ولد محمد قاسم مقام وڈاکخانہ پہڑیا، ضلع شیخ پورہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف تقریباً ۴/سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ سماعت ۲۶/ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۴/دسمبر ۲۰۱۹ء روز منگل کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۵۱/۶۷۲/۱۴۴۰ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ گوگری، کھگڑیا)

حمیدہ خاتون بنت محمد بھیکن مقام وڈاکخانہ چوڑھلی، ضلع کھگڑیا ۔ فریق اول

بنام

محمد یوسف ولد محمد صدیق مقام ۳۹۱، پاڑھا مسجد کے پاس، پوسٹ خیرووالا، ضلع سری گنگانگر، راجستھان۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں آپ فریق دوم محمد یوسف ولد محمد صدیق کے خلاف فریق اول حمیدہ خاتون بنت محمد بھیکن نے دار القضاء گوگری، کھگڑیا میں عرصہ ڈیڑھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی بناء پر فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ سماعت یکم جمادی الاولیٰ ۴۱ھ مطابق ۲۸/دسمبر ۲۰۱۹ء روز اتوار کو مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

بقیہ محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت باپ .... میرے باپ نے (یہ دیکھا تو) مجھے ڈانٹنے اور منع کرنے لگے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو کھیلنے دو منع نہ کرو۔ (مشکوٰۃ: ۵۱۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی حاضر ہوا اور جب اس نے صحابہ کو دیکھا کہ وہ بچوں کو چومتے اور پیار کرتے ہیں، تو کہنے لگا کہ کیا تم لوگ بچوں کو چومتے ہو؟ ہم تو بچوں کو نہیں چومتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن کر فرمایا: کیا میں اس بات پر قادر ہوسکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل میں سے جس رحم وشفقت کو نکال لیا ہے اس کو روک دوں (بخاری ومسلم)

انسان کے دلوں میں شفقت ورحمت کا ہونا اللہ رب العزت کی طرف سے عظیم عطیہ ہے اگر کسی انسان کے دل سے اللہ تعالیٰ رحم، شفقت اور مروت نکال دے تو پھر کسی انسان کے بس میں نہیں ہے کہ ایسے شخص کے دل کو ان جذبات کی دولت عطا کرے، اس پاک ارشاد میں نفرت اور سخت دلی کے خلاف نفرت کا اظہار ہے۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا یعنی اس کو اپنی خاص وکامل رحمت کا مستحق نہیں گردانتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری ومسلم)

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

سپریم کورٹ کے فیصلے میں کئی خامیاں، نظر ثانی کی عرضی داخل کرے گا بورڈ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کی ایک اہم ہنگامی میٹنگ بتاریخ ۱۷ ؍نومبر ۲۰۱۹ء کو بورڈ کے صدر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں بابری مسجد سے متعلق سپریم کورٹ کے فیصلہ مؤرخہ 9.11.2019 کی بابت تفصیلی گفتگو کی گئی مجلس عاملہ میں سپریم کورٹ کے فیصلہ مؤرخہ ۹ ؍نومبر ۲۰۱۹ء میں دیئے گئے مندرجہ ذیل باتیں خاص طور سے زیر بحث آئیں:۔

(۱) بابری مسجد کی تعمیر بابر کے کمانڈر میر باقی کے ذریعہ 1528 میں ہوئی تھی جیسا کہ مقدمہ نمبر ۵ کے فریقین نے اپنے مقدمہ کے عرضی دعویٰ میں خود مانا ہے اور سپریم کورٹ نے اسے قبول کیا ہے۔(۲) مسلمانوں کے ذریعہ دیئے گئے ثبوت سے یہ واضح ہے کہ 1857 سے 1949 تک بابری مسجد کی تین گنبد والی عمارت اور مسجد کا اندرونی صحن مسلمانوں کے قبضہ اور استعمال میں رہا ہے، اسے بھی سپریم کورٹ نے مانا ہے۔(۳) بابری مسجد میں آخری نماز 16 دسمبر 1949 کو پڑھی گئی تھی، سپریم کورٹ نے اسے بھی تسلیم کیا ہے۔(۴) 22/23 دسمبر، 1949 کی رات میں بابری مسجد کے بیچ والے گنبد کے نیچے رام چندر جی کی جو مورتی رکھ دی گئی تھی سپریم کورٹ کی نگاہ میں وہ قانون کی خلاف ورزی تھی۔(۵) بابری مسجد کے بیچ والے گنبد کے نیچے کی ''زمین'' رام چندر جی کی جائے پیدائش (جنم استھان) کی شکل میں پوجا کیا جانا ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا سوٹ نمبر ۵ کے فریق نمبر ۲ (جنم استھان) کو Deity نہیں مانا جاسکتا۔(۶) مسلمانوں کے ذریعہ دائر کردہ مقدمہ نمبر ۴ میعاد (limitation) کے اندر ہے اور جزوی طور سے ڈگری کئے جانے کے لائق ہے۔(۷) سپریم کورٹ نے فیصلہ میں یہ بھی رائے دی ہے کہ ۶ ؍دسمبر 1992 کو بابری مسجد گرائے جانے کا کام ہندوستان کے سیکولر آئین کے خلاف تھا۔(۸) نزاعی عمارت میں چونکہ ہندو بھی سینکڑوں سال سے عبادت (پوجا) کرتے رہے ہیں اس لئے پوری نزاعی عمارت کی زمین مقدمہ نمبر ۵ کے فریق نمبر 1 (بھگوان شری رام للا) کو دی جاتی ہے۔(۹) چونکہ نزاعی زمین مقدمہ نمبر 5 کے فریق نمبر 1 کو دی گئی ہے اس لئے مسلمانوں کو 5 ایکڑ زمین مرکزی حکومت کے ذریعہ یا تو Aquired Land یا صوبائی حکومت کے ذریعہ ایودھیا میں کسی دوسری اہم جگہ پر دی جائے جس پر وہ مسجد بنا سکیں۔ یہ حکم سپریم کورٹ نے آئین کی دفعہ 142 کا استعمال کرتے ہوئے دیا ہے۔ جس کے مطابق مذکورہ 5 ایکڑ زمین سنی وقف بورڈ کو دیئے جانے کا حکم صادر کیا گیا ہے۔(۱۰) سپریم کورٹ نے اے۔ایس۔آئی۔ (آثارِ قدیمہ) کی رپورٹ کی بنیاد پر یہ بات تسلیم کی ہے کہ کسی مندر کو توڑ کر مسجد نہیں بنائی گئی ہے۔

میٹنگ میں اس بات پر بھی گفتگو ہوئی کہ 22/23 دسمبر 1949 کی رات میں بابری مسجد کے گنبد کے نیچے مورتیاں رکھے جانے کے تعلق سے درج .F.I.R اور حکومت اتر پردیش، ڈی۔ایم۔ فیض آباد و ایس۔ پی۔ فیض آباد کے ذریعہ مقدمہ نمبر 1 اور 2 میں داخل جواب دعوی میں یہ مانا جاچکا ہے کہ مذکورہ مورتیاں چوری سے یا زبردستی رکھی گئی تھیں اور ہائی کورٹ کی لکھنؤ بنچ نے 30 ستمبر 2010 کے فیصلہ میں بھی مذکورہ مورتیوں کو Deity نہیں مانا تھا۔

مذکورہ بالا حالات میں آج کی میٹنگ میں یہ محسوس کیا گیا کہ عدالت عظمیٰ کے مذکورہ بالا فیصلے میں کئی پہلوؤں پر نہ صرف باہمی تضاد ہے بلکہ کئی نقطوں پر یہ فیصلہ سمجھ سے پرے ہے اور پہلی نظر میں ہی غیر مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مجلسِ عاملہ خاص طور پر درج ذیل بنیادوں پر سپریم کورٹ کے فیصلے کو اصول انصاف کے مطابق نہیں پاتا ہے۔

(i) جب 22/23 دسمبر 1949 کی رات میں جبراً رکھی گئی رام چندر جی کی مورتی اور دیگر مورتیوں کا رکھا جانا غیر قانونی تھا تو اس طرح غیر قانونی طور سے رکھی گئی مورتیوں کو Deity کیسے مان لیا گیا ہے جو ہندو دھرم شاستر کے مطابق بھی Deity نہیں ہوسکتی ہیں؟ (ii) جب بابری مسجد میں 1857 سے 1949 تک مسلمانوں کا قبضہ اور نماز پڑھا جانا ثابت مانا گیا ہے تو کس بنیاد پر مسجد کی زمین مقدمہ نمبر 5 کے مدعی نمبر 1 کو دیدی گئی۔(iii) آئین کی دفعہ 142 کا استعمال کرتے وقت معزز ججوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ وقف ایکٹ 1995 کی دفعہ 104-A اور 51(1) کے مطابق مسجد کی زمین کے Exchange یا Transfer کو مکمل طور پر منع کیا گیا ہے تو وقف ایکٹ کے درج اس قانونی روک ؍پابندی کو دستور کی دفعہ 142 کے تحت مسجد کی زمین کے بدلے میں دوسری زمین کیسے دی جاسکتی ہے؟ جبکہ خود سپریم کورٹ نے اپنے دیگر فیصلوں میں وضاحت کر رکھی ہے کہ دفعہ 142 کے اختیارات معزز ججوں کے لئے لامحدود نہیں ہیں۔

مجلس عاملہ نے مذکورہ پہلوؤں پر غور کرنے اور سپریم کورٹ کے فیصلے میں مذکورہ اور دیگر Apparent errors ہونے کی وجہ سے نظر ثانی کی درخواست داخل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس میں اس پہلو کا بھی ذکر کیا جائے گا کہ مسجد کی زمین کے بدلے میں مسلمان کوئی دیگر زمین قبول نہیں کر سکتے ہیں اور انصاف کا تقاضہ ہے کہ مسلمانوں کو بابری مسجد کی زمین دی جائے، مسلمان کسی عام حصہ زمین پر جائز حق لینے کے لئے سپریم کورٹ نہیں گئے تھے بلکہ مسجد کی زمین کے لئے انصاف حاصل کرنے کی خاطر عدالت گئے تھے۔

امت شاہ این آر سی اور سٹیزن شپ بل کے بارے میں گمراہ کر رہے ہیں: حضرت امیر شریعت

پارلیامنٹ میں امت شاہ کے دھوکہ پر مبنی بیان پر حضرت امیر شریعت کا نقطۂ نظر

امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے وزیر داخلہ ہند امت شاہ کے ذریعہ پارلیامنٹ میں این آر سی اور سٹیزن شپ امینڈ منٹ بل کے تعلق سے گمراہ کن بیان پر اپنے نقطۂ نظر کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ امت شاہ اپنے بیانوں سے دھوکہ دے رہے ہیں، ایک طرف وہ کہتے ہیں کہ این آر سی پورے ملک میں نافذ ہوگا اور اس میں مذہبی بنیادوں پر بھید بھاؤ نہیں کیا جائے گا اور دوسری طرف وہ سٹیزن شپ امینڈ منٹ بل لاکر مسلمانوں کے علاوہ تمام مذاہب کے لوگوں کو این آر سی سے مستثنیٰ کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب مسلمانوں کے علاوہ سبھی لوگوں کو آپ شہریت دے دیں گے تو لازماً وہ این آر سی میں شامل ہو جائیں گے، خواہ ان کے پاس کوئی لیگل ڈوکومنٹ ہو یا نہ ہو، یہ بات امت شاہ کولکاتا میں بھی کہہ چکے ہیں، تو اب رہ گئے صرف مسلمان تو انہیں این آر سی کے ذریعہ پریشان کیا جائے گا۔ خیال رہے کہ امت شاہ نے پارلیامنٹ میں این آر سی اور سٹیزن شپ بل سے متعلق پوچھے گئے سوال کے جواب میں بدھ کو پارلیامنٹ میں کہا کہ این آر سی کو پورے ملک مین نافذ کیا جائے گا اور اس کی بنیاد پر ہی اب شہریت کی شناخت کی جائے گی، انہوں نے مذہبی بنیادوں پر بھید بھاؤ کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ مذہب کی بنیاد پر این آر سی میں کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔ این آر سی کی بنیاد پر صرف شہریت کی شناخت کی جائے گی اور اس کا تعلق کسی مذہب سے نہیں ہوگا، اس لیے این آر سی کے تعلق سے کسی بھی مذہب کے لوگوں کو ڈرنے یا خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے، یہ ایک ایسا پروگرام ہے، جس کے ذریعہ سبھی ہندوستانی شہریوں کو رجسٹرڈ کیا جائے گا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ شہریت ترمیمی بل (سٹیزن شپ امینڈ منٹ بل) الگ معاملہ ہے، اور این آر سی الگ معاملہ ہے۔ حضرت امیر شریعت مدظلہ نے کہا کہ امت شاہ کے مذکورہ بالا بیان گمراہ کن اور فریب آمیز ہے، انہوں نے کہا کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ شہریت ترمیمی بل الگ ہے اور این آر سی الگ ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ان دونوں میں گہرا رشتہ ہے، اور اس رشتے کا اظہار امت شاہ کولکاتا میں بھی اپنے بھاشن میں کر چکے ہیں اور کئی جگہ انٹرویو میں بھی اس بات کا اقرار کر چکے ہیں کہ این آر سی اکیلے نہیں آئے گا بلکہ شہریت ترمیمی بل کے ساتھ آئیگا۔ پہلے شہریت ترمیمی بل کے ذریعہ پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان وغیرہ ملکوں سے آئے ہوئے سبھی ہندو، سکھ، جین، بودھ اور کرشچن کو ہندوستان کی شہریت دے دی جائے گی، اس کا مطلب یہ ہے کہ خواہ وہ قانونی طور پر ہندوستان میں داخل ہوئے ہوں یا غیر قانونی طریقہ پر اور ان کو اس کے لیے کسی بھی دستاویز کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اس میں مسلمانوں کو چھوڑ دیا گیا ہے، جو سراسر مذہبی بنیاد پر تفریق ہے۔ سرکار کھلے عام مذہبی منافرت اور تعصب کا کھیل بہت ہی بے شرمی کے ساتھ کھیل رہی ہے۔ یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ مذہبی منافرت سے بھرپور یہ شہریت ترمیمی بل پارلیامنٹ میں بہت پہلے ٹیبل ہو چکا ہے اور اس پر کارروائی بھی ہو چکی ہے۔ اب سرکار اس کو اسی سرمائی اجلاس میں پاس کرانے کے درپے ہے۔ اس کے بعد امت شاہ کے بیان کے مطابق این آر سی پورے ملک میں نافذ ہوگا تو آپ ہی بتائیے کہ اس کا نفاذ کس پر ہوگا؟ ظاہر ہے مسلمانوں پر۔ اسی لیے میں شروع سے کہتا رہا ہوں کہ این آر سی صرف مسلمانوں کو پریشان کرنے کے لیے ہے۔ امت شاہ نے کئی بار اپنے بیان میں نفرت انگیز لہجے میں کہا ہے کہ ایک ایک گھس پیٹھیے (مطلب مسلمان) کو چن چن کر ہندوستان سے نکال دیں گے، غیر مسلموں کو خوش کرنے اور اپنا ووٹ بینک مضبوط کرنے کے لیے امت شاہ چاہے جو کچھ بولیں لیکن انہیں بھی معلوم ہے کہ کسی کو ملک سے نکالنا اتنا آسان نہیں ہے، اس میں کئی قسم کی قانونی پیچیدگیاں ہیں۔ ہاں وہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کو پریشان کر سکتے ہیں، اسی بہانے ان کو اپنی ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کا موقع مل جائے گا، اور مذہبی منافرت کا شکار عوامی بھیڑ جس کو گذشتہ پانچ۔ چھ سالوں میں بی جے پی اور اس کے ہم نواؤں نے سرکاری مشینری کا استعمال کرتے ہوئے تیار کیا ہے، اسی پر خوش ہو جائے گی کہ مسلمان پریشان ہو رہے ہیں اور سرکار سے ترقی، تعلیم، روزگار، مہنگائی جیسے بنیادی مسئلوں پر سوال نہیں کرے گی۔ امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے یہ بھی کہا کہ مسلمان بی جے پی اور امت شاہ کی چالوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں، اس لیے وہ دھوکہ دینا اور گمراہ کرنا بند کریں اور یہ بتائیں کہ جو این آر سی وہ نافذ کرنے والے ہیں اس کی بنیاد کیا ہوگی اور کون کون سے دستاویزات اس کے لیے ضروری ہوں گے۔ حضرت امیر شریعت مدظلہ نے مسلمانوں سے بھی اپیل کی ہے کہ وہ اپنے طور پر کاغذات کے اعتبار سے مضبوط رہیں، دستاویزات تیار کرلیں اور خوف و دہشت میں بالکل مبتلا نہ ہوں۔ اس ملک کی آزادی کے لیے مسلمانوں نے دوسروں سے زیادہ قربانیاں دی ہیں، اور دوسروں سے زیادہ بنایا سنوارا ہے۔ اس ملک پر مسلمانوں کا حق ہے، ملک کے آئین نے انہیں اس میں برابر کا حق دیا ہے، یہ حق ان سے کوئی چھین نہیں سکتا اور کوئی بھی طاقت مسلمانوں کو اس ملک سے بے دخل نہیں کر سکتی۔ حکومتیں آتی جاتی رہیں گی، یہ ملک باقی رہیگا، آئین باقی رہے گا، مسلمان باقی رہیں گے، ان شاء اللہ!!!

رحمانی 30 کے فارم بھرنے کی تاریخ میں ایک بار پھر توسیع

اب 25 نومبر تک طلبہ وطالبات بھر سکیں گے فارم، ٹیسٹ 1 ؍دسمبر کو ہی منعقد ہوگا

رحمانی پروگرام آف ایکسلنس (رحمانی 30) کا امتحان سابقہ اعلان کے مطابق یکم دسمبر کو ملک بھر کے 300 سے زیادہ سینٹروں پر منعقد ہوگا۔ اِس انٹرانس ٹیسٹ کے لیے فارم بھرنے کی تاریخ پہلے 15 / نومبر تک تھی، لیکن ملک کے مختلف علاقوں سے اِس تاریخ میں توسیع کی گذارش کے بعد ذمہ داران رحمانی 30 نے اِس تاریخ میں دوسری اور آخری مرتبہ توسیع کرتے ہوئے اسے بڑھا کر 25 ؍نومبر کر دیا ہے۔ اب طلبہ وطالبات رحمانی 30 کے انٹرانس ٹیسٹ میں شرکت کے لیے 25 / نومبر کی رات 12 بجے تک آن لائن فارم بھر سکتے ہیں۔

واضح رہے کہ رحمانی 30 کے انٹرانس ٹیسٹ میں ہر وہ طلبہ وطالبات حصہ لے سکتے ہیں/ سکتی ہیں جو امسال (2020) میں کسی بھی بورڈ سے دسویں کا امتحان دے رہے ہوں۔ رحمانی 30 میں طلبہ وطالبات کو انجینئرنگ، میڈیکل، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ، نیشنل ڈیفنس اکیڈمی کے انٹرانس ٹیسٹ کی تیاری کرائی جاتی ہے، اس کے علاوہ مختلف مقابلہ جاتی امتحانات میں بھی اُن طلبہ وطالبات کی شرکت اور اُن کی کامیابی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ حسب سابق انٹرانس ٹیسٹ 1 ؍دسمبر کو ہی ملک بھر میں منعقد ہوگا۔ مسلم طلبہ وطالبات کے لیے یہ ایک بہترین موقع ہے، طلبہ وطالبات جلد از جلد فارم بھر لیں۔

Volume:59/69,Issue:45 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

ہوا کو بہت سرکشی کا نشہ ہے
مگر یہ نہ بھولے دیا بھی دیا ہے
(خمار بارہ بنکوی)

قرآن کریم کی روشنی میں مصائب کا حل

مفتی رضوان القاسمی تاراپوری

اس وقت دنیا بھر میں لوگ مختلف بیماریوں، پریشانیوں اور مختلف مسائل میں الجھے ہوئے نظر آتے ہیں۔کوئی اپنے اقتصادی معاملات کی وجہ سے پریشان ہے تو کوئی شخص کسی موذی بیماریوں کی وجہ سے مضطرب و پریشان ہے،کوئی بے گھر ہونے کی وجہ سے پریشان ہے،تو کوئی شخص اپنے قریبی عزیزوں کی ناراضگی کی وجہ سے دکھی ہے۔بہت سے لوگ خوشحال ہونے کے باوجود نفسیاتی عارضوں کا شکار ہیں اور کئی لوگ وسیع کاروبار ہونے کے باوجود اولاد سے محروم ہونے کی وجہ سے پریشان ہیں۔اسی طرح بہت سے لوگ گھریلو ناچاقیوں کی وجہ سے افسردہ اور غمگین رہتے ہیں۔انسانوں کی پریشانیوں اور مشکلات کا تجزیہ مختلف ماہرین نے اپنے اپنے علم کے مطابق مختلف انداز میں کیا۔ ماہرین نفسیات ان پریشانیوں کا نفسیاتی تجزیہ اپنے علم اور تحقیق کی روشنی میں کرتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں مصائب کی تین بنیادی وجوہ کو بیان کیا ہے۔ جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقربین ہوتے ہیں،ان پر تکالیف اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے آزمائش کی وجہ سے ہے،جبکہ گنہگاروں پر تکالیف انکے گناہ کے سبب آتی ہیں۔

اسی طرح باغیوں اور مجرموں پر آفات اور مصائب عذاب کی صورت بن کر نازل ہوتی ہیں۔عصر حاضر میں انسانوں کی اکثریت کی مشکلات کا سبب ان کے گناہ ہوتے ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورہ شوریٰ میں ارشاد فرمایا ہے:''اور جو مصیبت بھی تم کو پہنچتی ہے تو اس (بداعمالی) کے سبب سے ہی (پہنچتی ہے) جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا ہے۔حالانکہ بہت سی (کوتاہیوں) سے تو وہ درگزر بھی فرما دیتا ہے۔''اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کے مجموعی گناہ اور اجتماعی نافرمانیوں کے حوالے سے سورۂ روم میں فرمایا:''بحر وبر میں فساد ان (گناہوں) کے باعث پھیل گیا ہے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کما رکھے ہیں تاکہ (اللہ) انہیں بعض (برے) اعمال کا مزہ چکھائے جو انہوں نے کئے ہیں تاکہ وہ باز آجائیں۔''اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک بستی کا بھی ذکر کیا جس کو امن،اطمینان اور رزق کی نعمتیں میسر تھیں۔اس بات کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ یہ نعمتیں جس بستی کو میسر ہوں اس کو کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہوتی،لیکن جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بھوک اور خوف کے عذاب کو مسلط کر دیا۔سورۂ نحل میں ہے:''اور اللہ نے ایک ایسی بستی کی مثال بیان فرمائی ہے جو (بڑے) امن اور اطمینان سے (آباد) تھی اس کا رزق اس کے (مکینوں کے) پاس ہر طرف سے بڑی وسعت و فراغت کے ساتھ آتا پھر اس بستی (والوں) نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے اسے بھوک اور خوف کے عذاب کا لباس پہنا دیا ان اعمال کے سبب جو وہ کرتے تھے۔'' مذکورہ بالا آیات سے اس بات کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ انسانوں اکثریت کی پریشانیوں کا سبب ان کے اپنے گناہ ہوتے ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہاں مصائب اور مشکلات کی وجوہات کو بیان کیا وہیں ان مصائب سے نکلنے کا راستہ بھی بتلا دیا۔قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے نجات حاصل کرنے کیلئے درج ذیل امور کو انجام دینا چاہئے:

(۱) توبہ اور استغفار کرنا: توبہ اور استغفار کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ انسانوں کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اور گناہوں کے معاف کرنے کے سبب اس کی تنگی کو بھی دور فرما دیتے ہیں۔ارشاد ربانی ہے:''آپ فرما دیجئے: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے! تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو،بے شک اللہ سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔وہ یقیناً بڑا بخشنے والا،بہت رحم فرمانے والا ہے۔''استغفار کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ انسان کیلئے برکات کے دروازوں کو کھول دیتے ہیں اور اس پر روحانی نعمتوں کے ساتھ ساتھ مادی نعمتوں کا بھی نزول فرما دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کے قول کا ذکر کیا:''تو میں نے کہا بخشش مانگو اپنے رب سے بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے۔وہ بھیجے گا بارش تم پر موسلا دھار اور مدد کرے گا تمہاری مالوں اور بیٹوں کے ذریعے اور وہ (پیدا) کر دے گا تمہارے لئے باغات اور (جاری) کر دے گا تمہارے لئے نہریں۔''

(۲) دعاؤں کا اہتمام: اللہ تعالیٰ دعاؤں کے ذریعے بھی مصائب اور مشکلات کو دور فرما دیتے ہیں۔سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے قریب ہونے اور انسانوں کی دعاؤں کے قبول کرنے کا ذکر کچھ اس انداز میں فرمایا ہے: اور (اے حبیب!) جب میرے بندے آپ سے میری نسبت سوال کریں تو (بتا دیا کریں کہ) میں نزدیک ہوں،میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں،جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے،پس انہیں چاہئے کہ میری فرمانبرداری اختیار کریں اور مجھ پر پختہ یقین رکھیں تاکہ وہ راہ (مراد) پا جائیں۔''اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۂ نمل میں بے قراروں کی دعاؤں کے قبول کرنے کا ذکر کچھ اس انداز میں کہا:''وہ کون ہے جو بے قرار شخص کی دعا قبول فرماتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور فرماتا ہے اور تمہیں زمین میں (پہلے لوگوں کا) وارث و جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور بھی) معبود ہے؟ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے ہو۔'' کتاب وسنت میں انسانوں کی دعاؤں کی قبولیت کے بہت سے واقعات مذکور ہیں ان میں سے غار کے پتھر سے نجات پانے والے تین مسافروں کا واقعہ بھی خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔بڑے وزنی پتھر سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اعمال صالحہ کے توسط سے مانگی گئی دعا کی برکت سے نجات دے دی۔

(۳) تقویٰ اختیار کرو: جب انسان اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتے ہوئے گناہوں سے باز آجاتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی تنگیوں کو دور فرما دیتے ہیں۔سورۂ طلاق میں ارشاد ہوا:''اور جو اللہ سے ڈرتا ہے (تو) وہ بنا دیتا ہے اس کے لئے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ۔اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے (رزق ملنے کا) اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔''اسی سورہ میں یہ بھی بیان فرمایا کہ:''اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے (تو) وہ اس کے کام میں آسانی فرما دیتا ہے۔''

(۴) توکل کرو: جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہو جاتے ہیں اور جملہ امور میں اس کی مدد فرماتے ہیں۔سورۂ طلاق میں ارشاد ہوا:''اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو وہ (اللہ) اسے کافی ہے۔ بیشک اللہ اپنا کام پورا کر لینے والا ہے۔بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر شئے کے لئے اندازہ مقرر فرما رکھا ہے۔''

(۵) ذکر الٰہی کی کثرت: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بکثرت ذکر الٰہی کرنے کی تلقین کی ہے۔جس کے نتیجے میں اہل ایمان کی زندگیوں کے اندھیرے اجالوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔سورۂ احزاب میں ارشاد ہوا: ''اے ایمان والو! تم اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کیا کرو،وہی ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی،تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جائے اور وہ مومنوں پر بڑی مہربانی فرمانے والا ہے۔''

(۶) ایمان اور عمل صالح: ایمان اور عمل صالح بالخصوص نماز اور زکوٰۃ میں مداومت اختیار کرنے والوں کے غم اور تکالیف بھی اللہ تعالیٰ دور فرما دیتے ہیں؛ چنانچہ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوا:''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دیتے رہے ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے اور ان پر (آخرت میں) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔''اسی طرح سورۂ نحل میں ارشاد ہوا:''جو کوئی نیک عمل کرے (خواہ) مرد ہو یا عورت جب کہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے اور انہیں ضرور ان کا اجر (بھی) عطا فرمائیں گے ان اچھے اعمال کے عوض جو وہ انجام دیتے تھے۔''(۷) انفاق فی سبیل اللہ : جو شخص اللہ کے راستے میں اپنے مال کو خفیہ اور علانیہ طور پر خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تنگیوں اور پریشانیوں کو دور فرما دیتے ہیں۔سورۂ بقرہ میں فرمایا گیا:''جو لوگ (اللہ کی راہ میں) شب وروز اپنے مال پوشیدہ اور ظاہری طور پر خرچ کرتے ہیں تو ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے اور (روز قیامت) ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔''مذکورہ بالا تجاویز پر عمل کرنے سے انسان مشکلات،دکھوں اور تکالیف پر قابو پانے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ تمام اہل ایمان کی پریشانیوں کو دور فرمائے۔(آمین)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے،تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں،اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں،موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں،رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798
نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔
Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah
اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔
(مینیجر نقیب)